إن الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء — عسى أن يبعثك ربك مقاما محمودا

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۶۹ | مورخہ ۲ر مارچ ۱۹۲۸ء | یوم جمعۃ المبارک | مطابق ۹ر رمضان ۱۳۴۶ھ | جلد ۱۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل وکرم سے اچھی ہے۔ ۲۷ر فروری حضور نے مجلس انصار اللہ میں تقریر فرمائی۔ رمضان کے مبارک ایام میں احباب خاص طور پر حضور کی صحت کے لئے دعا کرتے رہیں۔

مسجد اقصیٰ میں روزانہ ایک پارہ کا درس قرآن کریم ہوتا ہے۔ تلاوت اور لفظی معنے حافظ جمال احمد صاحب سناتے ہیں۔ اور تفسیری نکات جناب حافظ روشن علی صاحب بیان فرماتے ہیں۔

مولوی اللہ دتا صاحب گجرات گئے ہیں۔ جہاں سے فارغ ہو کر سیالکوٹ جائینگے۔ دونوں جگہ عیسائیوں کے جلسے ہیں۔

مولوی محمد شہزادہ صاحب علاقہ بنوں میں برائے تبلیغ جا رہے ہیں۔

ڈاکٹر فضل کریم صاحب سمال ٹاؤن کمیٹی کے سیکرٹری مقرر ہوئے ہیں۔

نظارتوں کے اعلانات

امتحان کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نظارت تعلیم کی طرف سے ۲۳ر ستمبر ۱۹۲۷ء کے الفضل میں اعلان ہوا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا آئندہ امتحان جون ۱۹۲۸ء میں ہوگا۔ اور اس کے لئے حقیقۃ الوحی اور حقیقۃ النبوۃ مقرر کی گئی تھیں۔ اب اس اعلان کے ذریعہ احباب کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ امتحان صرف حقیقۃ الوحی کا ہوگا۔ اور تاریخ امتحان وہی رہیگی۔ احباب کو چاہیئے کہ کثرت کے ساتھ اس امتحان میں شریک ہوں اور خصوصیت کے ساتھ سکرٹریان تعلیم وتربیت کو چاہیئے کہ سوائے کسی خاص معذوری کے اس امتحان میں ضرور شریک ہوں۔ حقیقۃ الوحی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خاص کتب میں سے ہے۔ اور اس کے امتحان میں جتنی زیادہ تعداد میں احباب شامل ہو سکیں۔ بہتر ہے۔ شامل ہونے والے احباب کے اسماء معہ پتہ اس مجلس مشاورت تک دفتر ہذا میں پہنچ جانے چاہئیں۔

مرزا بشیر احمد ناظر تعلیم وتربیت قادیان

تربیت اولاد کا ہدایت نامہ

گذشتہ مجلس مشاورت میں یہ فیصلہ ہوا تھا۔ کہ نظارت تعلیم وتربیت کے زیر اہتمام ایک ہدایت نامہ تیار کیا جاوے۔ جس میں احمدی بچوں کی احمدیت کے رنگ میں تربیت کرنے کے متعلق ہدایات درج ہوں۔ تاکہ ان ہدایات کی مدد سے احمدی والدین اپنے بچوں کی عمدہ طریق پر تربیت کر سکیں۔ اس ہدایت نامہ میں جسمانی تعلیمی اخلاقی روحانی وغیرہ ہر رنگ کی تربیت کے متعلق ہدایات درج ہونی چاہئیں۔ سو احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ خاکسار نے یہ کام جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن سونی پت کے سپرد کیا ہے۔ اور میر صاحب موصوف نے اس کام کو سرانجام دینا منظور فرما لیا ہے۔ جو احباب اس معاملہ میں کوئی مشورہ دینا چاہیں۔ انہیں چاہیئے کہ میر صاحب کے ساتھ

خط و کتابت فرمائیں۔ اور احباب دعا بھی فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ اس اہم اور نازک کام میں میر صاحب موصوف کا ناصر و معین ہو۔

مرزا بشیر احمد ناظر تعلیم و تربیت

قابل توجہ جماعتہا احمدیہ ضلع امرتسر

ضلع امرتسر کے احمدی احباب کو بذریعہ اخبار الفضل معلوم ہو چکا ہوگا۔ کہ مولوی قمر الدین صاحب مولوی فاضل کو اس ضلع کے دورہ کے لئے مقرر کر کے بھیجا گیا ہے۔ سر دست وہ تحصیل اجنالہ کا دورہ کر رہے ہیں۔ اور اسی طرح باقی دونوں تحصیلوں کا دورہ یکے بعد دیگرے کریں گے۔ مگر سوائے دو تین جگہوں کے دفتر کو یہ معلوم نہیں ہے۔ اس ضلع میں کہاں کہاں احمدیہ جماعتیں ہیں۔ اور وہ کس تحصیل میں واقع ہیں۔ اگر یہ امر معلوم ہو جائے۔ تو ایک مبلغ کے لئے دورہ کرنے میں آسانی ہو سکتی ہے۔ اس لئے اس ضلع کی تمام جماعتیں اپنے اپنے محل وقوع اور دیگر ضروری حالات سے جلد تر اطلاع دیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ

دفتر مقبرہ بہشتی کا اعلان

مجلس مشاورت آپ کو معلوم ہے۔ کہ شروع اپریل ۱۹۲۸ء کو ہونے والی ہے۔ اس لئے سکرٹریان وصایا و دیگر احباب کی خدمت میں اس اعلان کے ذریعہ اس امر کی اطلاع کی جاتی ہے۔ کہ وصیت کے متعلق اگر کسی صاحب نے کسی معاملہ کو پیش کرانا ہو تو اس امر کی ہمیں جلد اطلاع فرماویں۔ تاکہ وہ معاملہ اگر مجلس میں پیش کرنے کے قابل ہو پیش کرا دیا جاوے اطلاع ایسے امر کی شروع مارچ کے پہلے ہفتہ سکرٹری صاحب انجمن کارپرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی قادیان میں آجانی چاہیئے۔

محمد سرور شاہ سکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی قادیان دارالامان

ریزرو فنڈ!

ریزرو فنڈ کا چندہ ارسال کرتے وقت احباب کرام کو چاہیئے۔ کہ کوپن پر تصریح کریں۔ کہ آیا یہ رقم ان کے اپنے وعدہ میں ہے۔ یا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے وعدے میں۔ تاکہ مطالبات میں آسانی ہو۔

جب کسی صاحب کے پاس رسیدات ریزرو فنڈ کی ختم ہو جاویں۔ تو دفتر ناظر بیت المال سے فوراً طلب کریں۔

سب سے ضروری بات یہ ہے کہ احباب اپنے اپنے وعدوں کی نصف نصف رقم کم از کم ۱۰ مارچ ۱۹۲۸ء تک دفتر بیت المال میں ارسال کر دیں۔ تاکہ کام میں کسی قسم کا خطرہ نہ ہو۔ والسلام

ناظر بیت المال

اخبار احمدیہ

نئی دہلی میں مباحثہ

۱۳ فروری ۱۹۲۸ء کی شب کو آریہ سماج نئی دہلی سے ان کے سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ۷ سے ۹ بجے تک مکتی کے مضمون پر مباحثہ ہوا۔ ہماری طرف سے ماسٹر محمد حسن صاحب اور آریہ سماج کی طرف سے پنڈت جگد مبا پرشاد لکھنوی مناظر تھے۔ پنڈت صاحب نے آخر تک اس سوال کا کوئی معقول جواب نہ دیا۔ کہ مکتی کے بعد دوبارہ دنیا میں آنے کا سبب کیا ہے؟ جبکہ مکتی گناہوں سے بالکل چھوٹ جانے کو کہتے ہیں۔ تو ایسی مکت روح پھر کیوں گناہوں میں ملوث ہونے کے لئے دنیا میں بھیجی جاتی ہے۔ فطرتاً کوئی روح سکھ چھوڑ کر دکھ میں پھنسنا نہیں چاہتی۔ نہ کوئی ہوشمند انسان سکھ سے گھبرا کر دکھ کی خواہش کرتا ہے پھر یہ کیسی نامعقول بات ہے۔ کہ چونکہ روح لاانتہا سکھ کو برداشت نہیں کر سکتی۔ اس لئے دوبارہ جنم مرن کے چکر میں ڈال دی جاتی ہے۔ تعجب ہے۔ کہ محدود روح لاانتہا زندگی تو برداشت کر سکے۔ لیکن لاانتہا سکھ برداشت نہ کر سکے۔

خاکسار عبد الحمید سکرٹری تبلیغ نئی دہلی

درخواست دعا

میرا لڑکا عبد اللطیف نمونیہ سے بیمار ہے جمیع احباب میرے بچے کی شفایابی کے لئے دعا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں محمد عبد الرحمن سنٹرل انڈیا ہارس ساگر

۲۔ بصد ادب حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور تمام احمدی اصحاب و ناظرین الفضل سے دعا کے لئے ملتجی ہوں۔ دعا فرمائیں۔ کہ عزیزم عبد الرحیم احمدی اچھے نمبروں پر کامیاب ہو۔ اور برسر روزگار ہو جائے۔ نیز عاجز کی روحانی اور دنیاوی ترقیات کے حصول اور ہر عدو و مخالف کی شرارتوں سے محفوظ رہنے کے واسطے دعا فرما کر مرہون احسان فرمائیں۔ عبد الغفور خاں کراچی

۳۔ میرے چچا محمد بخش صاحب و میاں کرم علی صاحب مرض نمونیہ میں بیمار ہیں (ب) مساۃ حکیماں اہلیہ میاں خیر الدین صاحب عرصہ ایک سال سے سخت بیمار ہے مریضہ نہایت مخلص اور پرجوش احمدی ہے جمیع احباب سے درخواست ہے۔ کہ ان سب مریضوں کی صحت کے لئے دعا فرما دیں۔ ج۔ خاکسار ایک مدت سے بعض مشکلات میں گرفتار ہے احمدی احباب ان کے دور ہونے کے لئے دعا فرما دیں۔

(فضل الرحمن احمدی سامانہ)

اعلان نکاح

صفیہ بیگم بنت میرزا نتھو بیگ مرحوم بولایت خان کا نکاح مرزا احمد بخش برادر میرزا مولا بخش صاحب احمدی لاہور ریلوے پریس سے مرزا محمد اسمٰعیل بیگ کا نکاح ... مہر مبلغ پانچ سو روپیہ اور زیور پانچ سو روپے پر پڑھا گیا۔

(میرزا مولا بخش احمدی لاہور)

ولادت

ہمیں یہ معلوم ہو کر بہت خوشی ہوئی۔ کہ مکرم منشی خادم حسین صاحب بھیروی کو خدا نے اپنے فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی دعا سے بڑی عمر میں لڑکا عطا فرمایا۔ جناب منشی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ مجھ عاجز کو مدت کی دعاؤں اور ایک عرصہ کی تمناؤں کے بعد فرزند ارجمند نرینہ عطا فرمایا۔ میں خود اور میری اہلیہ تقریباً مایوس ہو چکے تھے۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی دعا اولاد والا کے طفیل مولا نے مایوسوں کو امیدوار اور امیدواروں کو کامگار فرما دیا۔ والحمد للہ ثم الحمد للہ علیٰ ذالک۔ حضرت صاحب نے مولود مسعود کا نام محمد یحییٰ تجویز فرمایا ہے۔ مولا کریم مبارک کرے۔ اور اس کو علم و عمر سے کافی بہرہ اندوز فرما کر خادم دین بنائے۔ اللہم آمین۔ عاجز خادم حسین خادم سکرٹری جماعت احمدیہ بھیرہ

۲۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے لڑکی عطا فرمائی ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ عمر دراز اور سعادت دارین عطا فرماوے۔ اللہ دتا چھاؤنی ساگر

دعائے مغفرت

میرے والد صاحب حضرت مخدوم محمد صدیق صاحب امیر جماعت احمدیہ بھیرہ جو حضرت مسیح موعودؑ کے اولین صحابیوں میں سے اور ۳۱۳ میں سے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے ہموطن۔ عاشق اور پرانے شاگرد تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے بھی مخلص اور محب تھے۔ ایک عرصہ بیمار رہ کر بروز جمعرات مورخہ یکم رمضان اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون جملہ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔

خاکسار مخدوم محمد ایوب از کوٹ احمدیوالہ

۲۔ مسمات رحمی اہلیہ میاں محبوب احمد صاحب نمونیہ میں چار روز بیمار رہکر انتقال کر گئی۔ احباب دعاء مغفرت فرماویں۔ (فضل الرحمن سامانہ)

صداقت اسلام پر شہادت لیکھرام

یہ ٹریکٹ ۶ مارچ کی یادگار میں کتاب گھر نے چھپوایا ہوا ہے اس میں مباہلہ پنڈت لیکھرام کے متعلق نہایت متانت اور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲ر مارچ ۱۹۲۸ء

مخلوط انتخاب کے نقصانات

مسلمانانِ ہند ہمسایہ اقوام کی نسبت چونکہ کم تعلیم یافتہ ہیں۔ اس لئے ہندو آئے دن کوئی نہ کوئی ایسی راہ نکالنے کی فکر میں رہتے ہیں جس سے ان کو ملکی سیاست میں مزید غلبہ حاصل ہو سکے۔ اور وہ اقتصادی حالت کی طرح مسلمانوں کو سیاسی طور پر بھی بے دست و پا بنا سکیں۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے ہندو مخلوط انتخاب کی ترویج کے لئے اپنی تمام کوششیں صرف کر رہے ہیں۔ اور یہ یقینی بات ہے۔ کہ اگر انہیں اس میں کامیابی حاصل ہو گئی تو مسلمانوں کی سیاسی موت میں کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہ رہ جائے گا۔

مدراس کانگریس کے موقعہ پر ہندوؤں نے کانگریسی مسلمانوں کی مدد سے اس مضمون کا ریزولیوشن پاس کیا ہے کہ ہندوستان میں مخلوط انتخاب کا طریق رائج کر دیا جائے۔ لیکن ان مسلمانوں کو مغالطہ دینے اور دھوکہ میں رکھنے کے لئے جو اس کے بد نتائج اور خوفناک نقصانات سے آگاہ ہونے کی وجہ سے اس کے خلاف آواز اٹھا رہے ہیں۔ اس قرارداد کی ایک شق یہ بھی رکھ دی گئی ہے۔ کہ آبادی کے تناسب سے کونسلوں میں ہر قوم کے لئے نشستوں کی تخصیص کر دی جائے۔

بظاہر دیکھنے میں یہ تجویز معقول معلوم ہوتی ہے۔ کہ جب ہر قوم کی نشستیں مخصوص ہونگی۔ تو مسلمانوں کے حقوق کو کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ مگر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ یہ طریق خود مخلوط انتخاب سے بھی زیادہ مسلمانوں کے لئے مضر ہے کیونکہ اس طرح جو لوگ مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کی نیت سے کونسلوں میں جانے کی کوشش کریں گے۔ وہ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکیں گے بلکہ وہی لوگ کامیاب ہو سکیں گے۔ جو مسلمانوں کے حقوق کی نسبت ہندوؤں کے مفاد کے زیادہ حامی ہونگے کیونکہ ہندوستان کے اکثر صوبوں میں ہندوؤں کی اکثریت ہے اور جہاں ان کی اقلیت ہے۔ وہاں بھی وہ اپنی دولت و ثروت اور اثر و رسوخ کی بدولت اکثریت کے فوائد حاصل کر سکتے ہیں ان حالات میں ایک دردمند اور قوم پرور شخص کے مقابلہ میں ایک خود غرض اور ہندوؤں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بننے والا شخص کامیاب ہو جائے گا۔ وجہ یہ کہ دونوں کی کامیابی کا انحصار محض ہندوؤں کی راؤں پر ہوگا۔ اور کیا یہ امید کی جا سکتی ہے۔ کہ ہندو ووٹرز کسی ایسے مسلمان کو کونسل میں جانے دینگے۔ جو ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمانوں کے حقوق کا حامی ہو۔ وہ اپنی انتہائی کوشش اس شخص کو کامیاب بنانے میں صرف کر دینگے۔ جو ان کی خاطر قوم فروشی کے لئے تیار ہوگا۔ تاکہ وہ کونسلوں میں اپنی من مانی کارروائیاں کر سکیں۔ اور پھر یہ کہہ کر کہ مسلمان ممبروں کے اتفاقِ رائے سے ایسا ہوا ہے مسلمان پبلک کی چیخ و پکار بھی بند کر سکیں۔ اس صورت میں تو مسلمانوں کے لئے یہی انسب ہے۔ کہ کونسلوں میں ان کی نمائندگی بالکل نہ ہو۔ تا ایسے قوانین کے خلاف گورنمنٹ سے استمداد کرنے کا دروازہ ان کے لئے کھلا رہے۔ بجائے اس کے کہ نام نہاد مسلمان ہندوؤں کے ایسے فیصلوں کی تصدیق کر کے ان کو ہمیشہ کے لئے مصیبت میں مبتلا کر دیں۔

اس کے علاوہ ایک اور بات قابلِ غور یہ بھی ہے۔ کہ یو پی اور سی پی وغیرہ صوبہ جات میں مسلمانوں کی آبادی دس فیصدی سے بھی کم ہے۔ اب ان صوبہ جات میں اگر کوئی مسلمان خواہ وہ قابل اور اپنی قوم کا درد رکھنے والا ہی کیوں نہ ہو منتخب ہو جائے۔ تو اس کی کامیابی سو ووٹوں میں سے نوے ہندوؤں کے ووٹ اور مسلمانوں کے دس ووٹوں کی بدولت ہوگی۔ اس صورت میں کیا وہ ممبر صحیح طور پر اپنے آپ کو مسلمانوں کا نمائندہ کہہ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ اس کو اپنا نمائندہ بنا کر کونسل میں بھیجنے والے لوگوں میں سے نوے ہندو اور صرف دس مسلمان ہیں۔ اور اخلاقی طور پر اس کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ اس اکثریت کی نیابت کرے۔ جو اس کو کونسل میں بھیجنے کا موجب ہوئی ہے۔

اب قابلِ غور امر یہ ہے۔ کہ اگر کونسل میں گاؤکشی کا مسئلہ پیش ہو۔ یا مساجد کے سامنے باجا بجانے کا مسئلہ ہو۔ تو اس وقت مسلمان ممبروں کا کیا عمل ہونا چاہیئے۔ انہیں نوے فیصدی ووٹ دینے والوں کا لحاظ کرنا چاہیئے۔ یا دس فیصدی والوں کا۔ ایسی حالت میں طبعاً مسلمان ممبروں سے بجز اس کے اور کچھ توقع نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ خاموش بیٹھے رہیں۔ اور غیر جانبدار بن جائیں۔

اسی طرح ملازمتوں میں مسلمانوں کے حقوق کا سوال ہے جب یہ پیش ہو۔ تو اس وقت ان مسلمان ممبروں سے جو ہندوؤں کے نوے اور مسلمانوں کے صرف دس ووٹوں سے کونسل میں گئے ہوں مسلمان کیا توقع رکھ سکتے ہیں۔ اگر ایسے ممبر خاص قومی جوش اور درد اپنے سینہ میں رکھتے ہوں۔ تو ان سے زیادہ سے زیادہ اتنی امید کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ ایسی صورت میں غیر جانبدار رہیں۔ اور بحث میں کوئی حصہ نہ لیں۔ مگر اس سے مسلمانوں کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ لہٰذا ایسے ممبر مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کا کام کس طرح انجام دے سکتے ہیں۔

ایسے مسلمانوں کو کونسلوں میں بھیجنے کا فائدہ ہی کیا ہو سکتا ہے جبکہ وہ مسلمانوں کی نیابت کے فرض کو کما حقہ بجا آوری سے مجبور و معذور رہیں۔

پس جو مسلمان کانگریس کی اس تجویز سے دھوکہ میں آ کر مخلوط انتخاب کی حمایت پر کمربستہ ہیں۔ ان کو متذکرۃ الصدر امور کی روشنی میں غور کرنا چاہیئے۔ کہ یہ طریق مسلمانوں کے لئے کس قدر تباہ کن ہے۔

جب تک ہندوؤں کے اندر اس قدر رواداری اور آزاد خیالی پیدا نہ ہو۔ کہ وہ مسلمانوں کے حقوق پر تصرف اور دستبرد کا خیال چھوڑ کر دیانت و انصاف سے ان کا حق اور حصہ ان کے حوالے کر دیں۔ اور جب تک مسلمانوں میں اس قدر روشن خیالی اور دور اندیشی نہ پیدا ہو جائے۔ کہ وہ اچھے برے میں تمیز کرنے لگ جائیں۔ اور سیاسی معاملات کی پیچیدگیوں کو اچھی طرح سمجھ سکیں۔ اور رائے کی قدر و قیمت اور اس کے صحیح مصرف کو سمجھنے لگیں۔ اس وقت تک ہندوستان میں جداگانہ انتخاب ضروری اور نہایت ضروری ہے۔ اور ہر دردمند مسلمان کا فرض ہے۔ کہ اس کے لئے پوری پوری جدوجہد اور سرگرم کوشش کرے۔

ہندوؤں کا اصلی مقصد

مسلمانوں کے راہنما اپنی سادہ لوحی کے باعث ہندوؤں کی چالوں کا شکار ہو کر مسلمان قوم کے لئے سخت خطرہ کا موجب ہو رہے ہیں۔ وہ بزعمِ خود ہندوستان کو آزاد کرانے کی جدوجہد میں ہندوؤں کا ساتھ دے رہے ہیں۔ مگر یہ نہیں سمجھتے۔ کہ جملہ سیاسی چالیں اور تحریکات جو اس وقت ہندو عمائد و جرائد کی طرف سے پیش کی جا رہی ہیں۔ ان کا اصلی مقصد ہندوستان کی آزادی ہرگز نہیں۔ بلکہ اپنی قوم کو مضبوط اور طاقتور بنانا اور مسلمانوں کو زیردست اور پامال کرنا ہے۔ چنانچہ پنجاب بھر کے ہندوؤں کی نمائندہ کانفرنس منعقدہ لاہور میں جو کچھ ظاہر کیا گیا ہے۔ وہ ہمارے اس بیان پر شاہد ناطق ہے۔

اس میں فیصلہ کیا گیا۔

"اگر فرقہ وارانہ نیابت کا اصول قائم رہے۔ تو پنجاب سے یہ اصلاحات واپس لی جائیں۔ اور کوئی مزید ریفارمز نہ دی جائیں۔" (ملاپ ۲۱ فروری)

ان الفاظ سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ ہندوؤں کا مقصد ہندوستان کی آزادی یا اصلاحات کا حاصل کرنا نہیں۔ بلکہ محض مسلمانوں کی اکثریت کو مٹا کر ان کو کمزور کرنا ہے تا وہ ہندوؤں کے پنجہ استبداد سے آزادی نہ حاصل کر سکیں۔ مسلمان لیڈروں کو چاہیئے۔ کہ ان باتوں کا بنظر غائر مطالعہ کریں۔ اور اپنی قوم کی حفاظت کے لئے سرگرم عمل ہوں ۔

تبلیغ اسلام اور غلامی

موجودہ زمانہ اسلام کے لئے نہایت ہی نازک اور پُر آشوب ہے۔ مخالفین اسلام اپنے مکروہ پروپگنڈا اور خوفناک چالوں سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور اسلام کو نقصان پہونچانے کے لئے بڑی سے بڑی قربانی کرنے پر آمادہ و طیار ہیں۔ ان کے مقابلہ میں مسلمان بے بس ہیں۔ کمزور ہیں مفلس و نادار ہیں۔ تعلیم میں پیچھے ہیں۔ تنظیم کی نعمت سے محروم اور تشتت و افتراق کی لعنت میں گرفتار ہیں۔ اور سب سے بڑی مصیبت یہ ہے۔ کہ تبلیغ و اشاعت اسلام کے مقدس فریضہ سے کہ جس پر ان کی معززانہ زندگی کا انحصار ہے۔ قطعاً غافل ہیں ہندو لیڈر اگر ایک طرف اپنی قوم کی سیاسی ترقی کے لئے ملکی معاملات میں سرگرمی کا اظہار کرتے ہیں۔ تو دوسری طرف شدھی و سنگٹھن جیسی تحریکات کو بھی کامیاب بنانے میں پوری تندہی سے مصروف عمل ہیں۔ کیونکہ وہ ان کو اپنی سیاسی زندگی کی جان سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ہندو شاستر کسی غیر شخص کو ہندو دھرم میں داخل کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔

اس کے برعکس اسلام نے تبلیغ کو مسلمانوں کی پیدائش کی غرض و غایت اور ہر مسلمان کا ایک فردی فرض قرار دیا ہے۔ مگر باوجود اس قدر تاکیدی احکام کے مسلمان اس سے غافل ہیں۔ اور مسلمان راہنماؤں کو اس امر کا قطعاً کوئی احساس نہیں۔ کہ قوم کو تبلیغ کی طرف متوجہ کرنا ان کا ایک اہم فرض ہے۔ صرف یہی نہیں۔ کہ وہ اس فریضہ کی بجا آوری سے قاصر ہیں۔ بلکہ بعض اوقات عام جلسوں میں ایسی غیر ذمہ دارانہ باتیں کہہ جاتے ہیں۔ جو سراسر احکام خداوندی کے خلاف ہوتی ہیں۔ اور جن سے مسلمانوں کے جمود و سکون میں ایک خطرناک اضافہ کا احتمال ہوتا ہے۔ چنانچہ مولوی ظفر علی خاں صاحب نے سکھر کی تبلیغ کانفرنس کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا ہے۔

"تبلیغ کے لئے ضرورت ہے آزادی کی۔ وہ قوم کیا تبلیغ کر سکتی ہے جو خود غلام ہے۔" (زمیندار ۲۷ فروری)

مولوی صاحب کے مذکورہ بالا الفاظ ہی ناواقف مسلمانوں کو اس اہم اور مفید فریضہ سے غافل کرنے کے لئے کافی تھے۔ مگر اسی پر بس نہیں۔ مولوی صاحب کا اخبار زمیندار (۲۶ فروری) تبلیغ کانفرنس اور اس کے منتظمین کا نہایت ہتک آمیز الفاظ میں ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے۔

"ایسے نازک موقعہ پر جبکہ سائمن کمیشن ہندوستان کا ناخواندہ مہمان بنا بیٹھا ہے۔ ایسی کانفرنس کا انعقاد جو فرقہ دارانہ منافرت و کشیدگی کا باعث بنائی جا سکتی ہے محبانِ وطن کے لئے دل سوز تھا۔ لیکن یہ سُن کر کہ اس کی صدارت کے لئے مولانا ظفر علی خاں تشریف لا رہے ہیں۔ نہ صرف تسلی بلکہ تعجب ہُوا۔ کہ مولانا کو کیا سوجھی۔ کہ اتفاق کے موقعہ پر رجعت پسندوں کی طرف رجوع فرما رہے ہیں"

کس قدر افسوس کا مقام ہے۔ کہ مسلمانوں کی بدقسمتی سے آج یہ زمانہ آگیا ہے۔ کہ تبلیغ کانفرنس کے انعقاد کی خبر بھی مسلمان کہلانے والے محبانِ وطن کے لئے دل سوز ہے اور اس کے منعقد کرنے والوں کو "رجعت پسندوں" کا خطاب دیا جا رہا ہے۔ اور خود تبلیغ کانفرنس کو منافیٔ اتفاق ٹھیرایا جا رہا ہے ۔

ہم مسلمانوں کو یہ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ تبلیغ اسلام ہی ایک ایسا ذریعہ ہے۔ جس سے ان کی غلامی کی زنجیریں کٹ سکتی ہیں۔ اور اسی طریقے سے ہندوستان کی مختلف اقوام میں اتحاد و اتفاق ہو سکتا ہے۔ اور صحیح معنوں میں محب وطن کہلانے کا حق صرف اسی کو ہو سکتا ہے۔ جو برادران وطن کو گمراہی سے نکال کر سلامتی کے راستہ پر ڈالنے میں ان کا ممد و معاون ہو۔ اس لئے ان کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ تبلیغ اسلام کو سب دیگر امور پر مقدم سمجھیں۔ کیونکہ اسی کے ذریعہ سے انسان خدا تعالٰے کے احکام کی اتباع کی سعادت کے ساتھ بنی نوع انسان کی بھی سچی ہمدردی اور خدمت کا ثواب حاصل کر سکتا ہے۔ مسلمان اگر دنیا میں سرفراز ہونا چاہتے ہیں۔ تو انہیں چاہیئے۔ کہ ایک لمحہ کے لئے بھی تبلیغ سے غفلت نہ کریں اور اس کو کسی مزعومہ آزادی کے منافی ہونے کے خیال سے کبھی بھی فراموش نہ کریں۔ کیونکہ آزادی سوراج یا حکومت خود اختیاری کا نام نہیں۔ بلکہ صحیح آزادی انسان اسی وقت حاصل کر سکتا ہے جب وہ دنیا کی تمام آلائشوں سے پاک و صاف ہو کر خدا تعالٰے کا مقرب بن جائے۔ اور شیطان کے تصرف اور اس کی گرفت سے کلیتہً آزادی حاصل کرلے۔ اور خدا تعالٰے کا قرب اور اُس کی معرفت اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب انسان اسلام کے روحانی چشمہ سے سیراب ہو کر حقیقی تقوٰے اختیار کرے ۔

تبلیغ اور دیگر اقوام

سیاسی فوائد کو مد نظر رکھتے ہوئے آج ہر قوم اپنے مذہب کی اشاعت میں مصروف و منہمک ہے۔ اور اپنی تعداد کو بڑھانے کے لئے جد و جہد کر رہی ہے۔ جس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اسلام نے تبلیغ کا جو حکم دیا تھا۔ اس کی خوبیوں کا اعتراف اس کے مخالفین بھی عملی طور پر کر رہے ہیں ۔

۲۰ فروری کو سکھ بھائیوں کی ایک اچھوت سدھار کانفرنس ننکانہ صاحب میں ہوئی ہے۔ جس کے صدر سردار تارا سنگھ صاحب کے حسب ذیل الفاظ جو انہوں نے اپنے خطبۂ صدارت میں کہے۔ اس قابل ہیں۔ کہ مسلمان ان کو غور سے پڑھیں۔

"سیاسی نقطہ خیال سے بھی ہمارا یہ وطیرہ (تبلیغ نہ کرنا) ہمارے لئے سخت نقصان دہ ہے۔ ہندوستان کی جملہ اقوام ملک کے پالٹیکس میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی خاطر اپنی تعداد بڑھا رہی ہیں۔ ان ہندوؤں کو بھی ہوش آگئی ہے۔ جو شدھی کے نام سے ہزاروں کوس بھاگتے تھے"

(شیر پنجاب ۲۶ فروری)

ان الفاظ سے جہاں ہمارے اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔ کہ ہندوؤں کی شدھی محض سیاسی اغراض پر مبنی ہے۔ وہاں تبلیغ کی اہمیت پر بھی روشنی پڑ سکتی ہے آج جبکہ وہ اقوام بھی کہ جن کے مذہب میں شدھی ناجائز سمجھی جاتی تھی۔ اس کے لئے پوری پوری کوشش کر رہی ہیں تو مسلمانوں کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وُہ بھی اشاعت اسلام کا کام پوری توجہ کے ساتھ شروع کریں۔ مگر دیگر اقوام کی طرح ان کی نیت صرف سیاسی فوائد کا حصول نہ ہو۔ بلکہ بنی نوع انسان کو ہدایت اور سلامتی کا راستہ دکھا کر سچی خدمت کرنا ہو ۔

ہندو بیواؤں کی بے کسی

آریہ سماج نئی دہلی کے جلسہ میں مہاتما ہنسراج نے تقریر کرتے ہوئے ہندو بیواؤں کی حالت کا نقشہ حسب ذیل الفاظ میں پیش کیا ہے۔

"پنجاب میں چالیس ہزار ودھوائیں ایسی ہیں۔ جن کی عمر ۲۰ سال سے کم ہے...... بنگال میں براہمنوں کا ایک خاندان ہے جس میں لڑکیوں کی شادی اسی خاندان میں ہوتی ہے۔ بعض وقت ۲۰-۳۰-۲۵-۳۵ لڑکیوں کی شادی ایک مرد سے ہو جاتی ہے۔ بعض وقت جب کوئی براہمن مرنے لگتا ہے۔ تو مرتے مرتے اس کے ساتھ لڑکی کے پھیرے پھروا دیتے ہیں۔ اور وہ لڑکی زندگی بھر [illegible] بیوہ ہو جاتی ہے۔" (بحوالہ الامان ۱۹ فروری) ہر درد مند انسان کو ایسی مظلوم عورتوں سے طبعاً ہمدردی ہوگی۔ اس لئے بحیثیت انسان مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ انکو اس مصیبت سے نکالنے میں انکی مدد کریں۔ اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ اسلام کا [illegible] کو اور ان کے متعلقین کو پہونچائیں ۔

حضرت صوفی مولابخش صاحب کی زندگی پر ایک نظر

حضرت عم مکرم صوفی مولابخش صاحب (جنہوں نے ۱۴ فروری ۱۹۲۸ء کو بمقام لاہور وفات پائی اور ۱۵ فروری کو مقبرہ بہشتی کے قطعہ خاص میں دفن ہونے کی سعادت حاصل کی) سلسلہ عالیہ احمدیہ میں یوں تو اس کے آغاز ہی سے داخل ہوئے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر فروری ۱۸۹۲ء بمقام لاہور مکان محبوب رائیاں میں بیعت کی۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک ایک آدمی کی علیحدہ اور جداگانہ بیعت لیا کرتے تھے۔ جو شخص بیعت کے لئے حاضر ہوتا۔ آپ ایک مرتبہ سر سے پاؤں تک اس پر ایک نظر ڈالتے اس نظر میں ایک ایسی برقی تاثیر ہوتی تھی۔ کہ وہ ہر قسم کے خس و خاشاک کو جلا دیتی۔ اور انسانی وجود پر ایک لرزہ طاری کر کے اس کو رقیق القلب بنا دیتی تھی۔ اس دن سے لیکر آخری سانس تک وہ احمدیت پر پورے صدق اور وفا کے ساتھ قائم رہے۔ اور کبھی اور کسی وقت کسی قسم کا ابتلا ان کو نہ آیا۔

وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

خاکسار عرفانی کے ساتھ اگرچہ ان کو جسمانی تعلق بھی تھا۔ کہ وہ اس کے حقیقی چچا تھے۔ لیکن جو تعلق احمدیت کے ذریعہ ہم میں قائم ہوا۔ کہ ہم ایک ہی باپ کے بیٹے ہو گئے۔ اس نے گوشت پوست کے رشتہ کو بھی بہت مضبوط اور قوی کر دیا۔ اور دنیوی رشتہ داری کی زندگی میں بھی ہم ایک مخلص دوست اور غمگسار رفیق کی طرح گذرتے چلے گئے۔

حضرت صوفی صاحب کی پیدائش کے متعلق جہاں تک میرا علم اور تحقیقات ہے وہ غدر کے ایک یا دو سال بعد پیدا ہوئے تھے۔ اور کسی صورت میں ۱۸۶۰ء کے بعد ان کی پیدائش نہیں ہوئی۔ اس لحاظ سے وفات کے وقت ان کی عمر ستر سال کے قریب تھی۔

میں خدا تعالےٰ کے فضل اور رحم اور اسی کی توفیق سے ان کی زندگی کے حالات مفصل لکھنا چاہتا ہوں اس لئے اس مختصر مضمون میں خاص خاص واقعات اور حالات کا ذکر کروں گا۔ جو ایک یا دوسرے پہلو سے ان کی زندگی بہ حیثیت ایک احمدی کے نمایاں کرتے ہیں۔

تعلیم

حضرت عم مکرم کی تعلیم کا ابتدائی حصہ آدم پور میں گذرا اور اس کی تکمیل لدھیانہ کے مشن ہائی سکول میں جہاں انہوں نے پنجاب اور کلکتہ دونوں یونیورسٹیوں کا امتحان انٹرینس پاس کیا۔ مخدومی حضرت ماسٹر قادر بخش صاحب مرحوم آپ کے انہیں ایام کے دوستوں اور ہم جماعتوں میں سے تھے۔ ان کی سکول لائف نہایت اعلیٰ اور نمونہ کی زندگی تھی کسی جماعت میں وہ کبھی ناکام نہ ہوئے۔ اور اساتذہ ان کی عزت اور ہم سبق ان سے محبت کرتے تھے۔ انٹرینس اس وقت بہت بڑی تعلیمی حیثیت رکھتا تھا۔ اور خصوصاً کلکتہ یونیورسٹی کا امتحان اس وقت انگریزی کے معیار تعلیم کے لحاظ سے بہت بڑا درجہ تھا۔ اس کے بعد کالج کی تعلیم کے لئے اگرچہ وہ خواہشمند تھے۔ مگر حالات اور اسباب نے ایسی صورت پیدا کر دی۔ کہ وہ کالج میں نہ جا سکے۔ کالج کی تعلیم کے اخراجات اس وقت کثیر نہ تھے۔ بلکہ اعلیٰ تعلیم کے لئے خصوصاً مسلمانوں کے واسطے مختلف قسم کی سہولتیں میسر تھیں۔ اور ان کے کالج میں نہ جانے کا یہ باعث نہ تھا بلکہ ان کی طبیعت میں منکسرانہ رنگ غالب تھا۔ اور وہ دنیا کے تعیش اور نمائش سے نفور تھے۔ اور قناعت کے ساتھ زندگی بسر کر لینا چاہتے تھے۔

سلسلہ ملازمت

سکول لائف سے ابھی نکلے ہی تھے۔ کہ ان کی ذاتی قابلیت اور اعلیٰ درجہ کے چال چلن نے لدھیانہ مشن سکول کے افسروں کو ترغیب دلائی۔ کہ وہ اسی سکول میں انہیں بطور ٹیچر رکھ لیں۔ اس سکول کے ہیڈ ماسٹر مسٹر گھوش تھے۔ اور لدھانہ مشن کے مینیجر پادری ویری صاحب۔ میں نے دونوں سے حضرت عم مکرم کی تعریف سنی۔ وہ کہا کرتے تھے۔ ایسے اچھے لڑکے بہت کم آتے ہیں۔ حضرت ماسٹر قادر بخش صاحب مرحوم کے متعلق بھی بہت عمدہ رائے تھی۔ یہی ملازمت دراصل ان کی آئندہ کالج کی تعلیم میں روک ہوئی۔ اور انہوں نے سمجھ لیا کہ ایام زندگی بسر کرنے کے لئے یہ کافی ہے۔ کچھ عرصہ تک وہ لدھانہ مشن سکول میں کام کرتے رہے۔ اس کے بعد شکارپور (سندھ) کے لئے ایک لائق اور قابل اعتماد استاد کی ضرورت آئی۔ لدھانہ مشن کو ان سے بہتر کوئی نظر نہ آیا۔ اور ان کو شکارپور بھیجدیا گیا شکارپور (سندھ) میں مختلف قسم کی تحریکیں ایسی تھیں۔ جو انسان کو اعتدال اور اخلاق کے مقام سے گرا سکتی تھیں۔ مگر خدا تعالےٰ نے انہیں محفوظ رکھا۔ کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے مدرسی کے سلسلہ کو پسند نہ کیا۔ اور اسے ترک کر دیا۔ اور لاہور واپس آ گئے۔ یہ ۱۸۸۶ء کا ذکر ہے۔

میڈیکل کالج میں داخلہ

یہاں پہنچکر انہیں خیال آیا۔ کہ وہ میڈیکل کالج میں داخل ہو جائیں۔ اور داخل بھی ہو گئے لیکن چونکہ طبیعت میں رقت واقع ہوئی تھی۔ اس لئے چیر پھاڑ کے عمل کو برداشت نہ کر سکے۔ اور کالج چھوڑ کر پھر تلاش ملازمت کا خیال پیدا ہوا۔ لاہور میں کسی سے روشناسی اور واقفیت تک نہ تھی۔ جو حصول ملازمت میں سہولت اور راہ نمائی کا باعث ہوتی۔ لاہور کی وہ رونق اور شان جو آج نظر آتی ہے۔ اس وقت نہ تھی۔ اور اس لحاظ سے یہ آسانی تھی کہ لوگوں سے ملنا بھی آسان تھا۔

ملازمت کا دوبارہ آغاز

ان کی اسی اثنا میں ایک برہمو لیڈر بابو موز مدار سے ملاقات ہوئی۔ اور مذہبی خیالات پر کچھ تبادلہ ہوا اسی گفتگو کے دوران میں معلوم ہوا۔ کہ وہ ریلوے اگزامینر آفس میں ایک بڑے عہدہ دار ہیں۔ ان کی تحریک سے ریلوے اگزامینرز آفس میں کلرکی کے لئے درخواست دیدی جو منظور ہو گئی۔ اور بالآخر ملازمت کا ایک طویل زمانہ اسی دفتر میں گذار دیا۔ ان کی ملازمت کا کیریکٹر نہایت اعلیٰ اور ممتاز رہا۔ اپنے صیغہ کے بالآخر وہ سب ہیڈ تھے۔ جبکہ ریٹائر ہوئے۔ کبھی انہوں نے اپنی ترقی کے لئے افسروں کے دروازوں پر جبہ سائی نہیں کی۔ اپنے ماتحتوں سے غلاموں کی طرح سلوک نہیں کیا۔ بلکہ ان سے برادرانہ برتاؤ کرتے تھے۔ اور اس کا نتیجہ یہ تھا۔ کہ وہ نہ صرف ان کی عزت اور اطاعت کرنے میں خوشی محسوس کرتے تھے۔ بلکہ منصبی فرائض بھی نہایت عمدگی اور چستی سے بجا لاتے تھے اپنے دفتری کاروبار میں وہ ہمیشہ ایک قابل سمجھدار محنتی اور دیانتدار کارکن یقین کئے جاتے تھے۔ بہت ہی کم اتفاق ہوا ہو گا۔ کہ ان کے بالادست افسروں نے ان کی کسی تحریک یا رائے کو ناپسند کیا ہو۔ جب وہ کسی کام کے لئے اپنے افسروں کے پاس جاتے تھے۔ وہ نہایت محبت سے پیش آتے تھے۔ اپنے سیکشن میں انہوں نے کبھی ہندو مسلم سوال پیدا ہونے نہیں دیا۔ اپنی نیکی اور مذہبی فرائض کی پابندی کے لئے وہ دفتر میں بھی مشہور تھے۔ اور نمازوں کو بروقت ادا کیا کرتے تھے۔

ایام ملازمت میں انہوں نے اپنے فرض کو نہایت دیانت و امانت سے ادا کیا۔ اپنے افسروں اور ماتحتوں کو خوش رکھا۔ ایک شخص کے لئے یہ آسان نہیں۔ کہ وہ

یکساں طور پر اپنے ماتحتوں اور افسروں کو خوش رکھ سکے۔ مگر خدا تعالےٰ کے فضل سے یہ مقام ان کو حاصل تھا۔ اور اس کی وجہ بجز اس کے اور کچھ نہ تھی۔ کہ وہ اپنے کام سے کام رکھتے تھے۔ باوجودیکہ امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ دفتر میں بھی ہر قسم کے فرقہ وارانہ اور مذہبی اختلافات کے سوال پیدا ہو چکے تھے۔ لیکن ان تمام مراحل سے وہ بآسانی گذرتے رہے۔ اور کسی وقت بھی مداہنت سے کام نہ لیا۔ جب مذہبی تبادلہ خیالات ہوتا یا کوئی تذکرہ اور سوال مذہب کا آجاتا تو وہ اپنے عقیدہ اور مذہب کے اظہار میں ذرا بھی پرواہ نہ کرتے مگر دفتری کاروبار کے سلسلہ میں اپنے کسی ماتحت سے محض اس وجہ سے بدسلوکی یا بے انصافی نہ کرتے۔ کہ وہ آریہ خیالات کا یا غیر احمدی ہے۔ اور کسی افسر کی ہاں میں ہاں اس لئے نہ ملاتے کہ وہ خوش ہو جائے۔ اور اس میں خواہ کسی صداقت کی قربانی کرنی پڑے۔ یہ ان سے ممکن ہی نہ تھا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ خدا کے محض فضل اور رحم سے یہ ہمارا ذاتی جوہر چلا آتا ہے۔

بہ حیثیت اخبار نویس و مناظر اسی عہد ملازمت میں ان کے دفتر کے بعض آریہ احباب نے ایک اخبار ہمدرد ہند کے نام سے نکالا یا نکلوایا اس میں آپ بھی بعض مضامین بلا اظہار نام لکھا کرتے تھے۔ اگرچہ اخبار نویسی کی حیثیت سے وہ پبلک میں کبھی نہیں آئے۔ لیکن اگر اسی حیثیت سے وہ اپنا کیریر شروع کرتے تو یہ امر واقع ہے کہ وہ ایک اچھے اخبار نویس ہوتے۔ چونکہ ان کی ملازمت کا آغاز ایسے ایام میں ہوا جبکہ پنجاب میں ایک مذہبی انقلاب آرہا تھا۔ آریہ سماج کی تحریک اپنے ابتدائی زور اور نشوونما کی حالت میں تھی۔ اور نو تعلیم یافتہ پارٹی بڑے جوش سے اس میں حصہ لے رہی تھی۔ اس کے معتقدین میں باہم بحث مباحثے کا بے حد شوق تھا۔ لاہور کے انارکلی بازار کے نکڑ پر شام کو مختلف مذاہب کی ہنگامہ آرائی کی صفیں جمتی تھیں اور رات کے ایک ایک بجے تک برسر بازار مناظرہ کی مجلسیں گرم ہوتی تھیں۔ حضرت عم مکرم ان مجالس میں بھی شریک ہوتے۔ لیکن مباحثات میں حصہ نہ لیتے۔ تھوڑی دیر دیکھ کر اور سن کر چلے آتے۔ البتہ اپنے رفقار کار کے ساتھ جو مختلف خیال اور عقیدہ کے لوگ ہوتے۔ دوستانہ تبادلہ خیالات ضرور ہوتا۔ اور یہ زیادہ تر آریہ سماج اور اسلام کے اصولوں پر ہوتا تھا۔ دوستانہ تبادلہ خیالات کی ان مجلسوں میں ایک لطف ہوتا۔ اور عام طور پر وہ لوگ ان کے طرز استدلال اور طریق جواب کو پسند کرتے۔ ان گفتگوؤں میں ان کے خیالات کی گہرائی اور دلائل کی پختگی کی داد بھی ملتی تھی۔

احمدیت کی اشاعت کا جب دور شروع ہوا۔ تو اس میں بھی یہ طبعی قابلیت اپنے نمایاں جوہر دکھاتی تھی۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو بھی مباحثہ کا چیلنج دے دیا گیا تھا۔ اس چیلنج میں اگرچہ ان کے ساتھ ایک اور صاحب حافظ فضل احمد صاحب کا نام بھی شریک تھا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ حضرت عم مکرم ہی مناظرہ کے لئے مخصوص ہوئے تھے۔ حافظ صاحب کو قرآن مجید کی آیات کے بروقت نکالنے کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ مگر مولوی محمد حسین صاحب نے اس مباحثہ کو منظور نہ کیا۔ میں موقعہ کی مناسبت کے لحاظ سے ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اس چیلنج کا کچھ حصہ درج کر دوں۔ تاکہ احباب کو آج سے ۳۶ سال پیشتر کی احمدی تحریروں کا اندازہ ہو سکے:-

چونکہ شیخ محمد حسین بٹالوی نے از سر نو بھی لعنت حضرت اقدس مرزا صاحب قادیانی سلمہ من عبادہٖ کا دم مارنا اور بعض ایک سادہ لوحوں کو اپنی طبعی حیلہ سازیوں اور افترا پردازیوں سے دام تزویر میں لانا شروع کیا ہے۔ اس لئے مندرجہ ذیل خاکساران نے محض بنظر خیر خواہی و ہمدردی بنی نوع انسان بالعموم و جمیع المومنین بالخصوص یہ نوٹس بطور چیلنج جاری کیا ہے۔ کہ اگر شیخ صاحب مذکور کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی عقیدہ یا پیشگوئی پر بطریق تحقیق حق مناظرہ یا مباحثہ تحریری یا تقریری کرنے کا حوصلہ باقی ہو۔ تو بعد از انفصال شرائط متعلقہ ایک پبلک میٹنگ یا جلسہ میں فیصلہ کر لیں۔ تا سیہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد۔

المشتہر:- خاکسار حافظ فضل احمد و مولا بخش معرفت حکیم فضل الٰہی محلہ ستھاں

اس سے ان کی جرأت ایمانی کا پتہ لگتا ہے مولوی محمد حسین صاحب ایک مشہور مناظر اور ذی علم لیڈر اہل حدیث تھے۔ مگر ان کی علمی قوت اور رسوخ ذاتی کا کچھ بھی اثر ان پر نہیں پڑا۔

یہ تذکرہ ضمناً آگیا۔ ورنہ اس کے لئے شاید دوسرا مقام ہوتا۔ غرض اپنے عہد ملازمت میں وہ پوری نیکنامی اور عزت کے ساتھ کام کرتے رہے۔ اور ان کے ریٹائر ہونے کے وقت ان کے ماتحتوں اور افسروں کو یکساں رنج تھا۔ (باقی)

عرفانی

وحدت عالم انسانی

بہائیت اور اسلام

دنیا تفرقہ و تشتت کا مرکز بنی ہوئی تھی۔ انسان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن رہے تھے۔ اسلام نے آکر اتحاد و اخوت کا علم بلند کیا۔ اور وحدت و یگانگت کا پیغام دیا۔ صدیوں کے بچھڑے ہوؤں کو ہم آغوش کر دیا۔ کالے و گورے برہمن و شودر۔ اسرائیلی و نامختون کی تمیز کو یکسر اٹھا دیا۔ جس پر آج تک دشمن بھی رشک کرتے ہیں۔ اسلام ہی وہ پہلا اور آخری مذہب ہے۔ جس نے انسانی حدود اور قومی قیود سے بلند و بالا کر کے انسانیت کو پیش کیا۔ اور قوموں کو رشتۂ وحدت میں پرو دیا۔ معاندین بھی اسلام کے اس ناقابل شکست اتفاق کا اقرار کرتے ہیں۔ اسلام نے وحدت عالم کے قیام کے لئے سب سے پہلے یہ ارشاد فرمایا "یاایہا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ" الآیۃ کہ تم سب انسان اپنے اصل کے لحاظ سے ایک ہی درخت کی شاخیں ہو۔ اس لئے پیدائشی طور پر کوئی ناپاک یا بدذیل نہیں۔ وحدت کے اسی اصل کو مضبوط کرتے ہوئے صنف نازک کے متعلق فرمایا "خلق منہا زوجہا" کہ تم دونو ایک ہی جنس اور ایک ہی گاڑی کے دو پہیے ہو۔ اس لئے "ولہن مثل الذی علیہن بالمعروف وللرجال علیہن درجۃ" کہ عورت حقوق میں مساوات کی حقدار ہے بجز انتظامی ذمہ داری کے۔

انسانیت کے مبدا میں وحدت بتانے کے بعد موجودہ تفریق کو مٹاتے ہوئے فرمایا "لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیرا منہم" کہ قومی حدود محض تعارف کے لئے قائم کی گئی ہیں۔ یہ کسی قوم کی رفعت یا دنائت کا معیار نہیں۔ پس یہ عارضی اختلافات تمہاری وحدت میں حائل اور تمہارے اتفاق میں مخل نہ ہو۔ گویا کسی قوم کی موجودہ پستی اور ذلت کی وجہ سے بھی اسے ادنیٰ سمجھنے کی اجازت نہیں۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان میں جو جذبہ مسابقت ودیعت کیا گیا ہے۔ وہ کس موقعہ کیلئے ہے؟ فرمایا۔ "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" کہ تقوے نیک شعاری اور شفقت علیٰ خلق اللہ سے انسان معزز ہوتا ہے۔ لہذا ان اعمال کو اختیار کرو۔ باقی سب برائیاں

محض ہیچ ہیں۔ قرآن مجید نے اس ایک آیت میں ہی جو اتحاد نوعی کی تعلیم دی ہے۔ وہ دنیا کے تمام جھگڑوں کو فوراً ملیامیٹ کرکے صلح اور امن آشتی اور محبت پیدا کر دیتی ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ کوئی مذہبی کتاب بجز قرآن پاک کے عالمگیر اخوت کی حامی نہیں۔ دنیا میں ایک ہی صاحب شریعت رسول آیا جس کو عالمگیر اتحاد کا پیغامبر کہا جا سکتا ہے۔ اور وہ سیدنا محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ جنہوں نے بقول شرد ھے پر کاش دیو جی "بنی اسمٰعیل اور بنی اسرائیل کو ایک آنکھ سے دیکھا بلکہ انہیں اور تمام دنیا کو اپنا بھائی جانا اور سب کو یکساں محبت اور دردمندی سے پیغام الٰہی سنایا۔" (اسوۃ الخیری ص۳۸)

چند سالوں سے نوزائیدہ فرقہ بہائی حضور ہر دلعزیزی کے لئے اپنا طغرائے امتیاز "وحدت عالم انسانی" بتا رہا ہے۔ اور طرفہ یہ کہ اہل بہاء اس قرآنی تعلیم (وحدت نوع انسان) کے واحد اجارہ دار ہونے کے بھی مدعی ہیں۔ بلکہ قرآن مجید کو اس سے عاری بتلاتے ہیں۔ چنانچہ رسالہ کوکب ہند دہلی لکھتا ہے۔

"وحدت عالم انسانی کے یہ معنی ہیں۔ کہ سب انسان بلحاظ انسان ہونے کے مساوی حقوق کے مالک ہیں۔ کسی انسان کو حق نہیں کہ کسی انسان کو نجس سمجھے یا اپنے خیالات کا پیرو نہ ہونے کی وجہ سے اس سے حسد و بغض رکھے۔ یا اس کو اپنے ملک سے باہر نکالے۔ یا جابرانہ طور پر ٹیکس وصول کرے۔ اور اپنے انسانی بھائیوں کو ذلت کی حالت میں دیکھکر خوش ہو یا انسانوں میں کسی قسم کا تفرقہ جائز رکھے۔ یہ ہیں معنی وحدت انسانی کے جس کی تعلیم آج امر بہائی کے سوا ہر جگہ مفقود ہے۔۔۔۔۔ قرآن مجید میں ایک طبقہ انسانی کو نجس قرار دیکر دائرہ وحدت سے انہیں الگ کر دیا گیا ہے۔ الخ"

(۲۰ر جنوری ۱۹۲۸ء صفحہ ۲۹-۳۰)

مدیر "کوکب" کو اس خانہ ساز تعریف وحدت کی ضرورت اس لئے پیش آئی۔ کہ تا کسی طرح قرآن پاک پر اعتراض کیا جا سکے حالانکہ جناب بہاء اللہ کے جس قول سے تعلیم وحدت اخذ کی جاتی ہے۔ وہ صرف یہ ہے۔

"اے اہل عالم ہمہ بار یک دارید و برگ یک شاخسار"

یعنی اے نوع انسان تم سب ایک ہی درخت کے پھل اور ایک ہی ٹہنی کے پتے ہو۔" ظاہر ہے کہ یہ قرآن مجید کی تعلیم کا ادنیٰ سا عکس ہے۔ اور اس میں بہائیت کے لئے کوئی مایۂ ناز بات نہیں۔

انسانیت کے مساویانہ حقوق میں ہم بہائی تعریف سے متفق ہیں۔ اسی کو قرآن پاک نے النفس بالنفس کے مختصر فقرہ میں بیان فرمایا ہے۔ لیکن وحدت کا یہ مفہوم کہ نیک و بد کی تمیز ہی جاتی رہے۔ شریر کی شرارت ظالم کے ظلم کا انسداد بھی حرام ٹھہرے۔ نہ صرف عقلاً ہی غلط ہے بلکہ جہاں تک ہم جانتے ہیں۔ بہائی لٹریچر بھی اس کی تصدیق کے لئے طیار نہیں۔ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ بھائیوں کی ذلت پر خوش ہونا حماقت ہے۔ انسانوں میں تفرقہ جائز نہیں۔ اختلاف خیالات کی وجہ سے حسد و بغض رکھنا ناواجب اور گھنونا فعل ہے۔ بے گناہ کو جلاوطن کرنا یا اس پر بلاوجہ ٹیکس لگانا ظلم ہے۔ مگر اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ کہ تا حال دنیا میں بدی کی بھی کاشت ہوتی ہے۔ اور شیطان ناپاکی کا بیج بوتا ہے۔ اور شریر اپنی شرارتوں سے نیکوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیتا ہے۔ اس کے شر سے بچاؤ کے لئے ٹیکس کا بوجھ یا آخر الامر جلاوطنی کی تجویز ضروری ہے۔ اور بنی نوع انسان کو نیکی پر آمادہ کرنے اور بدی سے مجتنب رکھنے کے لئے انما المشرکون نجس کہنا ضروری ہے۔ معترض نے جلد بازی میں اسلام کے اس سنہری اصل کو فراموش کر دیا۔ کہ بدی کو مٹاؤ۔ مگر برے انسان سے دشمنی نہ کرو۔ وہ تو قابل رحم ہے برائی اور بدی کو دور کرو۔ مگر ان میں مبتلا کو پرے مت پھینکو یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے زید۔ بکر یا کسی قوم کو نجس قرار نہیں دیا۔ بلکہ شرک کرنے والے کو نجس کہا ہے۔ جس سے یہ معلوم ہوا۔ کہ شرک موجب نجاست ہے۔ اس کو دور کرو۔ کیونکہ قرآن مجید خود دوسرے مقام پر تمام انسانوں کو پاک فطرت پر پیدا شدہ قرار دیتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا۔ غرض حقیقی اور سچی وحدت کو صرف اسلام نے بیان کیا ہے۔ بہائی تصور محض خوش نمائی کا کام دے سکتا ہے۔ ورنہ اس کی حقیقت سفسطہ سے زیادہ نہیں۔

بہائی مضمون نویس نے لکھا ہے۔

"یہ ہیں معنی وحدت انسانی کے جس کی تعلیم آج امر بہائی کے سوا ہر جگہ مفقود ہے" اس لئے ہم ذیل میں چند اقتباس درج کرتے ہیں۔ جو جناب بہاء اللہ کی کتب سے ہیں۔

(۱) "اے اشجار رضوان قدس عنائت من خود را از سموم انفس خبیثہ و ارواح عقیمہ کہ معاشرت بمشرکین و غافلین است حفظ نمائید"

اے میری عنائت رضوان کے درختو! (اہل بہاء) تم اپنے آپ کو انفس خبیثہ اور بے ثمر ہواؤں سے محفوظ رکھو۔ یعنی مشرکین و غافلین کی صحبت سے علیحدہ رہو۔

(الواح مبارک صفحہ ۳۲)

(۲) "فواللہ یا قوم انہ لو یذکر اللہ لن یذکر الا لمکر الذی کان فی صدرہ اتقوا اللہ ولا تقربوا بہ یا ملاء الموحدین وانہ لو یأمرکم بالمعروف یأمرکم بالمنکر لو انتم من العارفین ایاکم ان لا تطمئنوا بہ ولا بما عندہ ولا تقعدوا معہ فی مجالس المحبین"

بخدا اے قوم اگر وہ مرتد اللہ کا ذکر بھی کرتا ہے۔ تو وہ ضرور اس کی کوئی چال ہے۔ خدا سے ڈرو اور اس کے قریب مت جاؤ۔ اے اہل توحید۔ اگر وہ بظاہر نیکی کا بھی حکم دے تو اگر تم عارف ہو۔ تو سمجھ جاؤ۔ کہ وہ بدی کا حکم دے رہا ہے اس سے اور اس کی تعلیم سے مطمئن نہ ہو۔ نیز احباب کی مجلسوں میں اس کے ساتھ مت بیٹھو۔" (الواح مبارکہ صفحہ ۳۵۹)

(۳) "تاللہ ہذہ الکلمۃ فی آخر القول لسیف اللہ علی المشرکین و رحمۃ علی الموحدین" اللہ کی قسم کہ یہ آخری بات اللہ تعالیٰ کی تلوار مشرکوں پر ہے۔ اور اس کی رحمت اہل توحید پر (الواح مبارکہ صفحہ ۲۰)

(۴) "ایاک ان لا تجتمع مع اعداء اللہ فی مقعد ولا تسمع منہ شیئاً ولو یتلی علیک من آیات اللہ العزیز الکریم"۔ تو خدا کے دشمنوں کے ساتھ ایک مجلس میں جمع نہ ہو اور نہ ان کی سُن اگرچہ وہ اللہ تعالےٰ کی آیات ہی پڑھیں۔" (الواح مبارکہ صفحہ ۳۶۰)

(۵) "یا احباء اللہ لا تستقروا علی فراش الراحۃ واذا عرفتم بارئکم وسمعتم ما ورد علیہ قوموا علی النصر"۔ اے خدا کے دوستو آرام مت کرو۔ جب تم نے اپنے خالق (بہاء اللہ) کو پہچان لیا۔ اور جو مصائب اس پر آئیں۔ وہ بھی سُن لیں۔ تو اب نصرت کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ (الواح صفحہ ۱۵۴)

(۶) "یا ایہا الجاہل اعلم ان العالم من اعترف بظہوری وشرب من بحر علمی وطار فی ہواء حبی ونبذ ما سوائی واخذ ما نزل من ملکوت بیانی البدیع"۔ اے جاہل! جان لے کہ عالم صرف وہی ہے۔ جو میری (بہاء اللہ کی) آمد کا قائل ہو۔ اور میرے سمندر علم سے پئے۔ اور میری محبت کی ہوامیں اڑے۔ اور میرے سوا سب کو پرے پھینک دے۔ اور میرے بیان بدیع کے ملکوت سے نازل شدہ کو لے۔" (الواح مبارکہ صفحہ ۵۶)

ان حوالجات کی موجودگی میں بہائی ایڈیٹر کا راگ وحدت الاپنا یقیناً بانگ بے ہنگام ہے۔ اور اس کا قرآن مجید کی آیت انما المشرکون نجس پر اعتراض محض یاوہ گوئی۔ بالآخر ہم اہل بہاء کو چیلنج دیتے ہیں۔ کہ وہ کتب بہائی سے وحدت عالم کی وہ نوعیت بیان کریں۔ جو قرآن کریم میں نہ ہو۔ مگر یاد رہے۔ کہ ایسا ہرگز ممکن نہیں۔ کیونکہ لا یأتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ قرآن مجید کی شان ہے۔

خاکسار۔ ابو العطاء اللہ دتا جالندھری قادیان

صیغہ زراعت پنجاب کی رپورٹ

حال میں صوبہ پنجاب کے صیغہ زراعت کی رپورٹ بابت ۱۹۲۵ء شائع ہوئی ہے۔ ہم نے اس رپورٹ کا مطالعہ گہری دلچسپی کے ساتھ کیا ہے۔ اور وہ تبصرہ بھی ہماری نظر سے گذرا ہے۔ جو منجانب پنجاب گورنمنٹ (وزارت زراعت) گورنمنٹ گزٹ مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۲۶ء میں اشاعت پذیر ہوا ہے۔ صوبہ پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے۔ اور اس کی ترقی و بہبودی کا دارومدار بیشتر زراعت کی ترقی اور اصلاح پر ہے۔ ان حالات میں محب وطن پنجابیوں کے لئے پنجاب کی زرعی ترقی اور اصلاح سے تعلق رکھنے والے مسائل کا خاص طور پر دلچسپ ہونا ایک امر قدرتی ہے۔

رپورٹ مظہر ہے۔ کہ سنہ ۱۹۲۰ء میں صیغہ زراعت کا بجٹ ۱۹۸۵۰۰۰ روپیہ تھا۔ جو ترقی کر کے سال زیر رپورٹ میں ۲۸۵۶۰۰۰ روپیہ تک پہونچ گیا۔ بالفاظ دیگر اس اضافہ کے یہ معنے ہیں۔ کہ زراعت پر جو روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ وہ ایک رقم کی انوسٹمنٹ ہے۔ جس کا ہر کھیت سے منفعت کے ساتھ بحال ہونا ایک امر یقینی ہے تفصیلات کے مطالعہ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بہت سے نئے کھیتوں میں کام شروع کر دیا گیا ہے۔ اور عملہ تحقیقات کنندہ کی جمعیت کو مضبوط کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں یہ دیکھنا خاص طور سے تسلی بخش اور حوصلہ افزا ہے۔ کہ حکومت کے منظور کردہ پنج سالہ پروگرام کو جامۂ عمل میں لانے کی غرض سے نمایاں کام کیا گیا ہے۔ اور زراعت پیشہ لوگوں کو طریقہائے زراعت سے روز بروز دلچسپی بڑھتی جاتی ہے۔ جدید فصلوں اور زراعت کے اصلاح یافتہ طریقوں کے متعلق لوگ بکثرت استفسارات کرتے ہیں۔ پہلے لوگوں میں ایک قسم کی عدم اعتمادی پائی جاتی تھی۔ اور وہ جدید طریقوں کو فائدہ بخش تسلیم کرنے میں بہت پس و پیش کرتے تھے۔ لیکن اب حالات میں انقلاب ہو چکا ہے۔ اور عدم اعتماد کی جگہ اعتماد نے لے لی ہے۔ اب لوگوں کی خواہش ہے کہ وہ تحقیقاتی کارکنوں کی محنت سے فائدہ اٹھائیں۔ اور زراعت کو جدید طریقوں کے مطابق ترقی دیکر صوبہ کی خوشحالی اور آسودگی میں اضافہ کریں۔ اسی طرح سال زیر رپورٹ میں زرعی کالج لائل پور کے داخلہ کے متعلق بہت زیادہ درخواستیں موصول ہوئیں۔ اس امر واقعہ سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ زراعت پیشہ لوگوں کو زرعی علم حاصل کرنے کا غیر معمولی شوق پیدا ہو گیا ہے۔

سال زیر رپورٹ میں اس قسم کی درخواستوں کی تعداد پچھلے دس سال کے اوسط سے دوچند رہی۔ اس سے امیدواروں کے انتخاب میں ایک گونہ مشکل پیش آئی لیکن ایک فائدہ بھی ہوا۔ اور وہ یہ کہ بہتر علمی قابلیت رکھنے والے امیدواروں کو داخلہ کی اجازت دی گئی۔

گورنمنٹ پنجاب کے تبصرے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ بہم رسانی شیر کی اصلاح کا مسئلہ زیر غور رہا ہے۔ اور ڈیری کے لئے مواشی کے عمدہ انتخاب کی بدولت اس سال دودھ کی پیداوار ۸۰۹۶ پونڈ سے بڑھکر ۱۱۰۲۸ پونڈ تک پہونچ گئی۔

تحقیقات کے میدان میں جو کام ہوا۔ وہ خاص طور سے قابل اطمینان ہے۔ اس سلسلہ میں کئی خاص افسروں کا تقرر عمل میں لایا گیا۔ اور ان کے سپرد مختلف خدمات کی گئیں۔ یہ دیکھنا بھی کچھ کم قابل اطمینان نہیں ہے۔ کہ صیغہ زراعت نے انجنیرنگ کے شعبہ کو کافی تقویت اور ترقی دی ہے۔ اور توقع کی جاتی ہے۔ کہ سال آئندہ میں اس کو اور زیادہ ترقی اور تقویت دی جائے گی۔ فی الحقیقت یہ شعبہ ایک نہایت ضروری شعبہ ہے۔ اور اس کی ترقی اور تقویت صوبہ کی زراعت پر نہایت عمدہ اثر ڈالے گی۔

رپورٹ کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ بلحاظ موسم یہ سال کپاس کے واسطے اچھا نہیں رہا۔ اگرچہ اس سال ۲۵۰۰۰۰ ایکڑ اراضی میں کپاس کی کاشت کی گئی۔ لیکن پیداوار ۱۹۲۵ء کے مقابلہ میں تقریباً نصف رہی۔ دیسی کپاس کی مقبولیت میں خاصہ اضافہ ہوا اور اس کی کاشت سال ماسبق کے مقابلہ میں دوچند ہوئی۔ رقبہ زیر کاشت گندم سال ماسبق کے برابر رہا۔ رقبہ زیر کاشت نیشکر میں اضافہ ہوا۔ اور اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ گڑ کی پیداوار سال ماسبق کے مقابلہ میں ۱۱۶ فیصدی زیادہ ہوئی

پنجاب گورنمنٹ نے اپنے تبصرے میں اس امر پر خاص طور سے اظہار مسرت کیا ہے۔ کہ صیغہ زراعت نے وسیع پرچار کی ضرورت کا کافی طور پر احساس کر لیا ہے۔ پرچار کے طور پر سینما کا استعمال بڑھتا جاتا ہے۔ اور دیگر طریقوں سے بھی کام لیا جاتا ہے۔

رپورٹ کے مطالعہ سے نمایاں طور پر اور سب سے پہلے جو بات ظاہر ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ صیغہ زراعت نے پنجاب کی زراعت کو ترقی دینے کے سلسلہ میں نہایت قابل قدر خدمات انجام دی ہیں اور اگر زراعت پیشہ لوگ اس کے ساتھ قرار واقعی طور پر مخلصانہ اشتراک عمل کریں۔ تو وہ صوبہ کی خوشحالی اور آسودگی کے لئے ایک مفید ترین صیغہ ثابت ہو سکتا ہے۔ امید کرنی چاہیئے کہ زراعت پیشہ لوگ اپنے فرض کا احساس کریں گے۔ اور صیغہ مذکور کی جدوجہد کو کامیاب بنانے کی غرض سے اس کا ہاتھ بٹائیں گے (الفضل)

دودھ دینے والی گایوں کی پرورش

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

کیٹل فارموں میں مویشیوں کی پرورش کے متعلق گورنمنٹ پنجاب کے ماہر خصوصی مسٹر برینڈفورڈ نے حصار میں جو تجرباتی کام کیا ہے اس کا علم زمینداروں اور ان اصحاب کیلئے جو گایوں کی افزائش نسل کے خواہاں ہیں۔ خاص دلچسپی اور فائدہ کا موجب ہوگا۔

مسٹر موصوف کا بیان ہے۔ کہ ہندوستان میں مویشی کو یا تو حد اعتدال سے زیادہ غذا ڈالی جاتی ہے۔ یا اس سے کم جس سے مویشی یا تو زیادہ موٹا ہو جاتا ہے۔ یا زیادہ لاغر۔ دونوں صورتوں میں مالک کو اپنے صرف کئے ہوئے روپیہ کا پورا فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ مویشی کو ایک خاص وزن پر برقرار رکھنے کے لئے جس قدر خوراک درکار ہے اس کی مقدار نہایت صحیح طور پر معلوم کر لی گئی ہے۔ گویا یہ مقدار حیوان کے جسم کی حرارت عزیزی اور صحت کو غیر متغیر حالت میں برقرار رکھیگی۔ لیکن اگر حیوان کو موٹا تازہ کرنا ہو یا اس سے کام لینا یا دودھ حاصل کرنا ہو تو زیادہ خوراک کی ضرورت ہوگی۔ مسٹر برینڈفورڈ نے مویشی کی خوراک کی دو اقسام بیان کی ہیں۔ ایک تو وہ جس میں "پروٹیڈ" اعصاب کو طاقت دینے کی غذا موجود ہو۔ اور دوسرے وہ جس میں سٹارچ نشاستہ یعنی حرارت غریزی پیدا کرنے کی غذا موجود ہو۔ ہر خوراک میں خواہ وہ اناج ہو یا اس کا جوہر خشک چارہ ہو یا سبز غذائیت کی ہر دو اقسام یعنی پروٹیڈ اور نشاستہ کی خاص مقدار موجود ہوتی ہے۔ حیوانات کی صحت اور ان میں کام کرنے اور دودھ دینے کی صلاحیت پیدا کرنے اور قائم رکھنے کے لئے خاص تناسب میں ہر دو خوراک کی ضرورت ہے۔ خوراک کی مقدار حیوان کے وزن کے مطابق ہونی چاہیئے۔ یہ بھی لازم ہے۔ کہ ہم ثقیل چارہ اور اعلیٰ غذائیت رکھنے والے چارہ میں امتیاز کر سکیں۔ مثلاً منٹگمری کی اوسط درجہ کی گائے کا وزن ۸۰۰ پونڈ ہوگا۔ اس کیلئے ۰،۴ پونڈ پروٹیڈ اور ۸،۴ پونڈ نشاستہ کی ضرورت ہے۔ اگر وہ ۸ سیر دودھ دیتی ہو۔ تو اسے مذکورہ بالا پیمانہ خوراک کے علاوہ ۱،۴ پونڈ پروٹیڈ اور ۸،۴ پونڈ نشاستہ درکار ہوگا۔ عملی طور پر ایسی گائے کے لئے موزوں راشن یہ ہونا چاہیئے ۵ سیر کربی جوار جس میں ۱،۵ پونڈ پروٹیڈ اور ۲۰،۳ پونڈ نشاستہ ہوتا ہے۔ ۱۰۰ سیر سبز جوئی جس میں ۴،۹ پونڈ پروٹیڈ اور ۳۰،۲ پونڈ نشاستہ موجود ہے۔ تین سیر چنے یا مٹر جن میں ۰،۸ پونڈ پروٹیڈ اور ۴،۲ پونڈ نشاستہ کی غذائیت موجود ہے۔

اگر ایسی گائے کو صرف گندم بھوسہ اور شلغم دئے جائیں تو اس کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے ناکافی ہوں گے۔ اس کم غذائیت والی خوراک کی زیادہ مقدار گائے ہضم نہیں کر سکتی۔ مثلاً ایک ہزار پونڈ وزنی گائے کو کافی مقدار میں پروٹیڈ حاصل کرنے کے لئے ۳۰ سیر بھوسہ اور ۵۰ سیر شلغم روزانہ کھانا پڑیگے۔ اول تو وہ

فہرست نومبایعین

بقیہ ماہ نومبر ۱۹۲۷ء

۱۴۲۴ - وزیر خاں صاحب ضلع شاہجہانپور
۱۴۲۵ - اہلیہ وزیر خاں " " "
۱۴۲۶ - محمد خاں " " "
۱۴۲۷ - بشیر احمد خاں " " "
۱۴۲۸ - اہلیہ بہادر خاں " " "
۱۴۲۹ - لطیفہ بیگم صاحبہ " "
۱۴۳۰ - حمیدہ بیگم " " "
۱۴۳۱ - بتول زوجہ اشرف علیخاں " "
۱۴۳۲ - اشرف علیخاں صاحب " "
۱۴۳۳ - حشمت زوجہ " " "
۱۴۳۴ - شہر یقین بنت وزیر خاں "
۱۴۳۵ - عبد الغنی صاحب یادگیر
۱۴۳۶ - خدا بخش " ضلع ڈیرہ غازیخاں
۱۴۳۷ - رسول خاں " ترنگ زئی
۱۴۳۸ - غلام قادر " پشاور چھاؤنی

۱۴۳۹ - اصغر بیگ صاحب ضلع مین پوری
۱۴۴۰ - اہلیہ صاحبہ " " " "
۱۴۴۱ - زہرہ صاحبہ مونگھیر
۱۴۴۲ - نبی شاہ صاحب ضلع شیخوپورہ
۱۴۴۳ - احمد الدین - عبد الکریم صاحبان کلکتہ
۱۴۴۴ - عمر الدین صاحب ضلع لائلپور
۱۴۴۵ - امام الدین " کنجاہ
۱۴۴۶ - رحم خاں " ضلع آگرہ
۱۴۴۷ - جگت رام " ضلع گورداسپور
۱۴۴۸ - ہوڑی شاہ " " ہزارہ
۱۴۴۹ - عبد الرحمٰن صاحب ضلع ہزارہ
۱۴۵۰ - سیتھو " اوکاڑہ
۱۴۵۱ - محمد یوسف بیگ صاحب بی اے - ایل ایل بی پلیڈر
۱۴۵۲ - عبد الرحیم صاحب حیدرآباد دکن

ماہ دسمبر ۱۹۲۷ء

۱۴۵۳ - اللہ رکھا صاحب ضلع سیالکوٹ
۱۴۵۴ - حکیم محمد جمال " سکندر آباد
۱۴۵۵ - رمضان " ریاست پٹیالہ
۱۴۵۶ - خدا بخش " " "
۱۴۵۷ - عائشہ بی بی صاحبہ ضلع سیالکوٹ
۱۴۵۸ - عبد الحکیم صاحب ریاست پٹیالہ
۱۴۵۹ - علی زوجہ رحیم بخش " "
۱۴۶۰ - سلطان میاں صاحب برہمن بڑیہ
۱۴۶۱ - جمال الدین " " "
۱۴۶۲ - امین النساء صاحبہ " "
۱۴۶۳ - الف النساء " " "
۱۴۶۴ - دعوم احمد صاحب " "
۱۴۶۵ - خاکی " " "
۱۴۶۶ - نفیرن صاحبہ " "
۱۴۶۷ - نصیر الدین صاحب " "

۱۴۶۸ - محمد عبد اللہ صاحب حیدرآباد دکن
۱۴۶۹ - مغیض الدین " برہمن بڑیہ
۱۴۷۰ - اللہ دتا صاحب ضلع گوجرانوالہ
۱۴۷۱ - محمد اشرف " " گورداسپور
۱۴۷۲ - مولا بخش " قادیان
۱۴۷۳ - ایوب شاہ " ضلع پشاور
۱۴۷۴ - نذیر خاں " تحصیل صوابی
۱۴۷۵ - ماریہ صاحبہ " " "
۱۴۷۶ - رحمتہ " " "
۱۴۷۷ - زینب النساء " " "
۱۴۷۸ - رضوان صاحب " "
۱۴۷۹ - عمران " " "
۱۴۸۰ - ملوک " " "
۱۴۸۱ - الٰہی بخش " " "
۱۴۸۲ - معاف الدین " " "

۱۴۸۳ - فقیر محمد صاحب تحصیل صوابی
۱۴۸۴ - عبد العزیز " ضلع جھنگ
۱۴۸۵ - محمد الدین " " گجرات
۱۴۸۶ - محمد زین العابدین صاحب بہار
۱۴۸۷ - خیر الحق صاحب ضلع پشاور
۱۴۸۸ - شیخ فقیر محمد " بلوچستان
۱۴۸۹ - اہلیہ " " " "
۱۴۹۰ - مہر الدین صاحب ضلع گورداسپور
۱۴۹۱ - چوغطہ " ضلع "
۱۴۹۲ - حکیم عبد العزیز " بلوچستان
۱۴۹۳ - محمد حیات " ضلع گجرات
۱۴۹۴ - فیروز الدین " " "

۱۴۹۵ - علی محمد صاحب ضلع امرتسر
۱۴۹۶ - عبد الغنی " " جالندھر
۱۴۹۷ - شیخ عبد المالک " جہلم
۱۴۹۸ - کفایت اللہ شاہ " "
۱۴۹۹ - محمد اسمٰعیل خاں " کشمیر
۱۵۰۰ - زوار حسین " دہلی
۱۵۰۱ - چوہدری محمد حسین " ضلع منٹگمری
۱۵۰۲ - فضل بی بی صاحبہ ضلع ملتان
۱۵۰۳ - عبد الرحیم خانصاحب علاقہ اڑیسہ
۱۵۰۴ - اللہ رکھی صاحبہ ضلع سرگودہ
۱۵۰۵ - جلال صاحب " گجرات
۱۵۰۶ - بادلی " تحصیل صوابی

حسب ذیل اصحاب نے جلسہ سالانہ ۱۹۲۷ء پر بیعت کی

۱۵۰۷ - محمد بخش صاحب ضلع سیالکوٹ
۱۵۰۸ - شوق محمد " " شیخوپورہ
۱۵۰۹ - اسمٰعیل " " "
۱۵۱۰ - نذیر احمد " " گوجرانوالہ
۱۵۱۱ - غلام محمد " " فیروزپور
۱۵۱۲ - اسمٰعیل " " "
۱۵۱۳ - امام الدین " " سرگودہ
۱۵۱۴ - سلطان " " گجرات
۱۵۱۵ - محمد شریف " " سرگودہ
۱۵۱۶ - محمد حسین " " گوجرانوالہ
۱۵۱۷ - سید اکبر " لنڈی کوتل
۱۵۱۸ - غلام احمد " ضلع جالندھر
۱۵۱۹ - محمد شریف " " گورداسپور
۱۵۲۰ - فتا " " میرپور
۱۵۲۱ - خوشی محمد " " سرگودہ
۱۵۲۲ - ثناء اللہ " " "
۱۵۲۳ - عبد اللہ " خوشاب
۱۵۲۴ - مہتاب دین " ضلع گوجرانوالہ
۱۵۲۵ - نواب " " گجرات
۱۵۲۶ - علم دین " " گوجرانوالہ
۱۵۲۷ - غلام محمد " " ہزارہ
۱۵۲۸ - نذیر احمد " " شیخوپورہ
۱۵۲۹ - محمد الدین " لاہور
۱۵۳۰ - غلام حسین " شاہدرہ
۱۵۳۱ - حسین بخش " ضلع سیالکوٹ
۱۵۳۲ - خدا بخش " شاہدرہ

۱۵۳۳ - عنایت اللہ صاحب ضلع سیالکوٹ
۱۵۳۴ - بشیر احمد " " "
۱۵۳۵ - محمد شفیع " شاہدرہ
۱۵۳۶ - عبد الرحمٰن " " "
۱۵۳۷ - نور محمد " بھیرہ
۱۵۳۸ - غلام محمد " ضلع گورداسپور
۱۵۳۹ - نذیر احمد " خوشاب
۱۵۴۰ - خدا بخش " ضلع سیالکوٹ
۱۵۴۱ - محمد شریف " " شاہپور
۱۵۴۲ - عبد الغفور " " "
۱۵۴۳ - غلام محی الدین " " "
۱۵۴۴ - عبد القادر " " ڈیرہ غازیخاں
۱۵۴۵ - نواب الدین " سیالکوٹ
۱۵۴۶ - غلام محمد " سیالکوٹ
۱۵۴۷ - نواب خاں " ضلع "
۱۵۴۸ - سلطان احمد " " گجرات
۱۵۴۹ - امام الدین " " میرپور
۱۵۵۰ - محمد دین " " گجرات
۱۵۵۱ - گودر " " کیمبل پور
۱۵۵۲ - محمد حسین " " گجرات
۱۵۵۳ - موسےٰ " " شیخوپورہ
۱۵۵۴ - اللہ بخش " " ڈیرہ غازیخاں
۱۵۵۵ - جواہر " " سیالکوٹ
۱۵۵۶ - مالک " " گوجرانوالہ
۱۵۵۷ - اسمٰعیل " " امرتسر
۱۵۵۸ - حاجی احمد " " گوجرانوالہ

۱۵۵۹ - محمد حیات صاحب ضلع گوجرانوالہ
۱۵۶۰ - عبد الرحمٰن " " سیالکوٹ
۱۵۶۱ - نعمت اللہ " " "
۱۵۶۲ - علی اکبر " " "
۱۵۶۳ - نواب الدین " " "
۱۵۶۴ - اسمٰعیل " " "
۱۵۶۵ - نور محمد خاں " سرائے نورنگ
۱۵۶۶ - عطا محمد " کھیوے والی
۱۵۶۷ - محمد یار " کوٹ قیصرانی
۱۵۶۸ - خان محمد " " "
۱۵۶۹ - روشن دین " ضلع سیالکوٹ
۱۵۷۰ - بڈھے خاں " " "
۱۵۷۱ - فیروز دین " " گورداسپور
۱۵۷۲ - عبد العزیز " لائل پور
۱۵۷۳ - امام دین " ضلع "
۱۵۷۴ - بشیر احمد " لائل پور
۱۵۷۵ - موسےٰ خاں " ضلع ہزارہ
۱۵۷۶ - نواب دین " " سیالکوٹ
۱۵۷۷ - فتح محمد لیہ " "
۱۵۷۸ - محمد لطیف " " مردان
۱۵۷۹ - محمد صدیق " " امرتسر
۱۵۸۰ - محمد " " ملتان
۱۵۸۱ - اسمٰعیل " " "
۱۵۸۲ - چراغ دین " " سیالکوٹ
۱۵۸۳ - رحیم بخش " ملود
۱۵۸۴ - نور احمد " لودھراں
۱۵۸۵ - محمد الدین " ضلع ملتان
۱۵۸۶ - عبد الرزاق " " "
۱۵۸۷ - عبد اللہ " " لدھیانہ
۱۵۸۸ - بشیر الدین محمود احمد " سیالکوٹ
۱۵۸۹ - سمی " ضلع لدھیانہ
۱۵۹۰ - ولی " " "
۱۵۹۱ - مولاداد " " سیالکوٹ
۱۵۹۲ - غلام رسول " " "
۱۵۹۳ - رحیم بخش " " "
۱۵۹۴ - محمد شفیع " " فیروزپور
۱۵۹۵ - رحمت علی " " سیالکوٹ
۱۵۹۶ - متاج " " "
۱۵۹۷ - بڈھا " " "

(باقی)

(اشتہارات)

قادیان میں سکنی اراضی

قادیان کی نئی آبادی کے ہر دو محلہ جات یعنی محلہ دار الفضل و محلہ دار الرحمت میں قابل فروخت قطعات موجود ہیں۔ اور اب ایک نیا محلہ بنایا گیا ہے۔ جس کا نام محلہ دار البرکات ہے۔ جو محلہ دار الفضل سے جنوب مشرق میں سڑک کھارا کی دوسری طرف واقعہ ہے۔ ان ہر سہ محلہ جات میں قیمت ایک ہی مقرر ہے۔ یعنی بر لب سڑک کلاں ۱۲۵ فی مرلہ اور اندر کی طرف بیس بیس فٹ اور دس دس فٹ کے راستوں پر ۱۲۰ فی مرلہ ہے۔ ایک کنال کی پیمائش طول میں پچھتر فٹ اور عرض میں ساٹھ فٹ ہوتی ہے۔ اور اس کے دو طرف راستہ گذرتا ہے۔ چار کنال لینے والے کو چاروں طرف راستہ ہوگا۔ اور جہت بہت عمدہ ہے۔ خواہشمند احباب خاکسار کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں۔ اور روپیہ بھجوانا ہو تو خاکسار کے نام یا محاسب بیت المال قادیان کے نام بھجوایا جائے۔

خاکسار: مرزا بشیر احمد۔ قادیان

امرت دھارا کی سلور جوبلی کی دوسری سالگرہ کی رعایت

رعایت

۱۲ مارچ ۱۹۲۶ء کو سلور جوبلی بڑی دھوم دھام سے زیر صدارت مسیح الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب (خدا ان کو جنت نصیب کرے) منائی گئی تھی۔ اس دن کی یاد ناظرین کے دلوں میں تازہ رکھنے کیواسطے یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ سلور جوبلی کا سالانہ جلسہ منایا جایا کرے۔ پہلی سالگرہ ۱۹۲۷ء میں زیر صدارت آنریبل رائے بہادر جسٹس لالہ جے لعل جج ہائیکورٹ پنجاب منائی گئی تھی۔ اور ۱۲ مارچ کے واسطے وہی رعایت ادویات میں رکھی گئی جو کہ سلور جوبلی پر دیگئی تھی۔ اب دوسرا سال ہے۔ اس سال کوئی جلسہ تو نہ منا سکیں گے۔ مگر پبلک کو مقرر کردہ رعایت سے محروم نہیں رکھنا چاہتے۔ اس واسطے

۱۲ مارچ ۱۹۲۸ء کو

امرت دھارا و دیگر ادویات و کتب کی قیمت میں بدستور عام رعایت ہوگی

یعنی امرت دھارا ۳/۴ قیمت پر ملیں گی اور باقی ادویات و کتب نصف قیمت پر

(مرہم صابن بیبی تحفہ)

ایجنٹوں کو بھی اس سے زیادہ رعایت نہیں ہے کیونکہ یہ رعایت صرف عام پبلک کیواسطے ایک دن کے لئے ہوتی ہے۔ یہ رعایت صرف ۱۲ مارچ کے دن کیواسطے ہے۔ ہر خط کے اوپر ۱۲ مارچ کی رعایت لکھنا چاہئے اور اسکو ۱۲ مارچ کو ہی ڈاک میں ڈالنا چاہیے۔ خط ہمارے پاس چاہے کسی دن پہونچے۔ ڈاکخانہ کی مہر ۱۲ مارچ کی ہونی چاہیے۔ لوکل اصحاب اپنا خط ڈاک میں بھی ڈال سکتے ہیں اور ان کیواسطے ایک بکس بھی امرت دھارا بھون کے باہر رکھا جاویگا جس میں اپنے آرڈر ڈالدیئے جاویں۔ دوائی اسکے بعد ایک ماہ کے اندر جب چاہیں آکر لے جاویں۔ اس دن دفتر کو بھی چھٹی ہوگی۔ اور ایک دن میں سب کو ادویات دے دینا بھی ناممکن ہے پچھلے سال لوکل بکس میں ہی ہزار سے زاید خط ڈالے گئے تھے۔

ناظرین ۱۲ مارچ سوموار کا دن ابھی سے نوٹ کریں اور

فہرستیں اگر موجود ہیں تو بہتر ورنہ ابھی منگوالیں اور سوچ رکھیں کہ ان کو کیا منگوانا ہے جب چاہیں روپیہ بھی جمع کرا سکتے ہیں جب تک وہ روپیہ ختم نہ ہوگا ان کو وہی رعایت ملتی رہے گی!۔ فہرستیں جو آپکے پاس موجود ہیں یا آپ منگوادیں سب میں قیمتیں پوری درج ہیں۔ امرت دھارا و امرت دھارا کے مرکبات نیز گشتہ سونا درج شدہ قیمتوں سے ۳/۴ قیمت پر اور باقی ادویات و کتب نصف قیمت پر ملیں گی۔ مفردات جیسے کستوری وغیرہ پر کوئی رعایت نہیں۔

المشتہر

مینیجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بھون امرت دھارا روڈ۔ امرت دھارا ڈاکخانہ لاہور

خط و کتابت و تار کے لئے پتہ امرت دھارا (۔) لاہور

ہندوستان کی خبریں

——— لاہور ۲۴ - فروری - مسمی عبدالعزیز خاں جو مسٹر ادگوی کی عدالت سے بدیں الزام سزایاب ہوا تھا۔ کہ اس نے راجپال کی دکان پر ستیانند وغیرہ پر قاتلانہ حملے کئے۔ سشن جج نے ملزم کے مرافعہ کی سماعت کے بعد اس کی سزائے قید (سات سال) بحال رکھی تھی۔ آج عدالت عالیہ میں مسٹر جسٹس براڈوے نے نگرانی بھی خارج کر دی۔

——— امرتسر ۲۴ فروری - سنٹرل سکھ لیگ کے جنرل سیکرٹری نے آل پارٹیز کانفرنس دہلی کے صدر کے نام حسب ذیل برقی پیغام بھجوایا ہے۔ فرقہ وارانہ تصفیہ کے متعلق اصول جو دہلی کے ایک اخبار میں شائع ہوا ہے۔ وہ قابل قبول نہیں ہے۔ ہم لوگ کسی حالت میں فرقہ دار اکثریت کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہم سکھوں کے لئے آبادی کے لحاظ سے نشستوں کو مخصوص کرنے کو منظور کرتے ہیں۔ مہربانی کر کے نوٹ کریں *

——— نئی دہلی ۲۳ فروری کو بمقام ڈیرہ دون ایجنٹ گورنر جنرل ریاست ہائے پنجاب نے وائسرائے ہند کا ایک خریطہ مہاراجہ پرتاب سنگھ والئے نابھہ کی خدمت میں پیش کیا جس میں مرقوم تھا۔ مجھے یہ اطلاع دیتے میں بڑی مسرت ہوئی ہے۔ کہ ملک معظم قیصر ہند نے آپ کو ریاست نابھہ کا حکمران تسلیم کر لیا ہے۔ الخ۔ میں آپ کی گدی نشینی پر یور ہائی نس کو دل سے مبارکباد دیتا ہوں *

——— دہلی ۲۳ فروری - آج اسمبلی میں مسٹر جیکار کی قرارداد پر بحث و تمحیص ہوئی۔ جس کا مفاد یہ تھا کہ حکومت اچھوتوں کی تعلیم کے متعلق اپنی حکمت عملی کا اعلان کر دے۔ اور صوبائی حکومتوں کو ان کے لئے ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچانے کی ہدایت کرے۔ لالہ لاجپت رائے نے یہ ترمیم پیش کی۔ کہ اچھوتوں کی تعلیم کے لئے ایک کروڑ روپیہ منظور کیا جائے۔ انہیں عام کنوؤں سڑکوں اور کوچوں کو استعمال کرنے کا حق دیا جائے۔ لالہ لاجپت رائے کی ترمیم مسترد اور جیکار کی قرارداد منظور ہو گئی ہے۔

——— مدراس ۲۳ فروری - تامل نائیڈو اور اندھرا صوبہ کانگریس کمیٹیوں کی مجالس عاملہ کی مشترکہ کانفرنس نے قرار دیا ہے۔ کہ سائمن کمیشن کی آمد پر ہڑتال نہ کیجائے *

——— متھرا ۲۳ فروری - ہندو ینگ مین ایسوسی ایشن نے ضلع بھر کی ہندو استریوں کی کانفرنس مدعو کی جس میں پانچ ہزار سے زیادہ پردہ نشین ہندو دیویاں شریک ہوئیں ان دیویوں نے سائمن کمیشن کے مقاطعہ کا فیصلہ کیا۔ اور یہ قرار دیا۔ کہ تمام بھارت ورش میں استریوں کی سبھائیں بنائی جائیں۔ تاکہ ہندو دیویوں کی تعلیم کو فروغ دیا جائے۔

——— پنجاب کونسل میں سر جیوفری ڈی مونٹمورنسی نے ایک سوال کے جواب میں کہا۔ کہ سنہ ۱۹۲۷ء میں مندرجہ ذیل اخبارات پر مقدمات ازالہ حیثیت عرفی مختلف اوقات میں چلائے گئے۔ "زمیندار" "اکالی" "سیاست" "بندے ماترم" "گرو گھنٹال اکالی" "پردیسی خالصہ" "دلیر اکالی" "اہل سنت والجماعت" "فیر ناپ" اور "مسلم اوٹ لک"۔

——— لاہور ۲۶ فروری - کل صبح چھ بجے کے قریب سنٹرل جیل لاہور میں ایک شخص مسمی امام الدین کو پھانسی دی گئی۔ متوفی کو ٹیک چند ٹھیکیدار افیون کے قتل کے الزام میں عدالت نے یہ سزا دی تھی *

——— لاہور ۲۶ فروری - کل رات کو یوروپین ایسوسی ایشن کی ایک پرائیویٹ دعوت میں جناب گورنر نے اپنی تقریر میں کہا۔ کہ جن ہندوستانی جرائد اور رہنماؤں نے سائمن کمیشن کے مقاطعہ کا فیصلہ کیا ہے۔ وہ غیر ذمہ دار ہیں۔ اور یہ مخالفت اب تک عارضی حیثیت رکھتی ہے۔

——— نئی دہلی ۲۶ فروری - آج مسٹر جناح کے زیر صدارت آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا جلسہ منعقد ہوا۔ اور نمائندگان ہندو مہاسبھا کے رویہ کو مدنظر رکھتے ہوئے فیصلہ کیا گیا۔ کہ کونسل کا ایک خاص جلسہ ۵ مارچ کو دہلی میں طلب کیا جائے اس میں ارکان کے علاوہ دوسرے سرکردہ مسلمان بھی شریک ہوں گے *

——— لکھنؤ ۲۵ فروری - دو روز کی بحث و تمحیص کے بعد مجلس وضع قوانین صوبہ متحدہ نے ۵۶ آرا کی موافقت اور ۵۵ آرا کی مخالفت کے ساتھ سائمن کمیشن کے مقاطعہ کی قرارداد منظور کر دی۔

——— لاہور ۲۵ فروری - ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں پرکاش سٹیم پریس کے مالک اور منیجر کے خلاف اس الزام میں مقدمہ پیش ہوا۔ کہ انہوں نے اپنے کارخانہ کے ملازموں کا باقاعدہ رجسٹر نہیں رکھا ہوا تھا۔ اور ان کا کارخانہ مقررہ وقت سے زیادہ کام کرتا تھا۔ عدالت نے قانون کارخانہ جات کے ماتحت ہر دو ملزموں کو ۲۵-۲۵ روپے جرمانہ کی سزا دی *

——— لاہور ۲۷ فروری - گذشتہ رات سوتر منڈی کے چوک میں سید مراتب علی شاہ کی عالیشان عمارت میں جہاں کرایہ دار رہتے تھے۔ آگ لگ گئی۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہاں ایک دھوبی کی جلتی ہوئی بھٹی سے کپڑوں کو آگ لگ گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ شعلے چھت تک پہونچ گئے۔ آگ عمارت کے اندر اندر بڑھتی گئی۔ نقصان کا اندازہ دو لاکھ روپیہ کے قریب ہے *

——— کلکتہ ۲۵ فروری - ایک کانسٹیبل نے بیان کیا کہ میں دھرم تلا بازار میں متعین تھا۔ میں نے ایک سادھو کو بقچہ اٹھائے ہوئے دیکھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ وہ مرگھٹ سے کسی بچے کی لاش اٹھا لایا ہے۔ مزید استفسار پر سادھو نے بڑی سادگی سے کہدیا۔ کہ میں اس لاش کو پکا کر کھاؤں گا *

——— کانپور ۲۵ فروری - اخبار ورتمان کے ایڈیٹر مسٹر رام غلام کے خلاف بم بنانے کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا ہے۔ مسٹر جی۔ ڈی والٹن سٹی مجسٹریٹ نے رام غلام کو سشن سپرد کر دیا ہے *

——— نیو دہلی ۲۵ فروری - مہاراجہ پٹیالہ والیان ریاست کے چانسلر منتخب ہوئے ہیں۔ آپ کو ۲۸ ووٹ حاصل ہوئے اور آپ کے مدمقابل مہاراجہ الور کو صرف دو ووٹ حاصل ہوئے

ممالک غیر کی خبریں

——— برلن ۲۲ فروری - شاہ افغانستان اور ملکہ سوئٹزرلینڈ سے سپیشل ریل گاڑی میں یہاں پہونچ گئے۔ ایوان حکومت کے ارکان استقبال کے لئے اسٹیشن پر آئے ہوئے تھے۔ ۲۱ توپ کی سلامی ہوئی۔ ریچسویئر کی پلٹن نے فوجی سلامی دی۔ فوجی باجہ نے افغانستان کا قومی راگ بجایا۔ برلن کے مہمان اور دوسرے لوگوں کے مجمع نے جو سٹیشن کے باہر کھڑے تھے۔ دلی جوش و خروش کے ساتھ نعرہ ہائے مسرت بلند کئے۔ شاہ کابل موٹر میں سوار ہو کر قصر پرنس البریجبٹ کو تشریف لے گئے۔ یہ محل قیام کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ بازار آراستہ کئے گئے [illegible]۔ اور لوگ دونوں طرف صف بستہ کھڑے خوشی کے نعرے [illegible] رہے تھے۔ شاہ افغانستان صدر جمہوریت ہنڈنبرگ کو ملنے گئے۔ ایوان حکومت کے ارکان تاجدار افغانستان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شہریار غازی کے قیام گاہ کے قرب و جوار کے بازاروں میں حیرت زدہ لوگوں کے گروہ جمع تھے۔ قابل ذکر تماشائیوں میں سابق ولیعہد جرمنی بھی ایک موٹر کار میں سوار دیکھے گئے۔ لوگوں نے سابق ولیعہد کو دیکھ کر خوشی کے نعرے لگائے۔ اور تالیاں بجائیں۔ پریزیڈنٹ ہنڈنبرگ نے شہریار اور ملکہ افغانستان کو ایک دعوت دی جس میں ۱۲۰ مہمان شریک تھے۔ مارشل ہنڈنبرگ اور بادشاہ امان اللہ خاں دونوں نے گرمجوشانہ تقریریں کیں۔

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے فرمودہ درس قرآن شریف سے نوٹ

اس سے یہ مطلب نہیں کہ مومن کو رزق بہت ملتا ہے۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ رزق خواہ تھوڑا ہو یا بہت مومن کے لئے نیکی میں ترقی کا باعث ہوتا ہے۔ عام طور پر رزق کبھی کمی کے لحاظ سے موجب کفر ہو جاتا ہے۔ یعنی اتنا کم ہوتا ہے۔ کہ انسان کو کفر کی حد تک پہنچا دیتا ہے۔ اور کبھی زیادتی کے لحاظ سے موجب کفر ہو جاتا ہے یعنی اتنا زیادہ ہوتا ہے۔ کہ انسان کو خدا سے دور پھینک دیتا ہے۔ لیکن مومن کا یہ حال ہوتا ہے۔ کہ اس کے پاس رزق خواہ تھوڑا ہو یا بہت۔ بہرحال وہ اس کے اندر نیکیاں پیدا کرتا ہے۔ مومن کے پاس اگر رزق کم ہے۔ تو بھی وہ روحانیت میں ترقی کرتا ہے۔ اور اگر زیادہ ہے تو بھی نیکیوں میں ترقی کرتا جاتا ہے۔ نہ رزق کی کمی اس کے لئے کفر کا باعث بنتی ہے اور ٹھوکر میں مبتلا کرتی ہے۔ نہ رزق کی زیادتی اسے کافر بناتی ہے۔ دونوں حالتوں میں وہ نیکیوں میں ترقی کرتا ہے۔ صحابیوں کو بعض دفعہ سات سات فاقے آتے تھے مگر ان کے ایمان ترقی کرتے جاتے تھے۔ اسی طرح جب مال آیا۔ تو بھی نیکیوں میں ترقی کرتے گئے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: کاد الفقر ان یکون کفرًا۔ اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ ہر رزق کفر ہو جاتا ہے۔ بلکہ یہ مطلب ہے۔ کہ بعض لوگوں کی حالت ایسی ہوتی ہے۔ کہ ان کے لئے رزق کی کمی کفر ہو جاتی ہے۔ اسی طرح بعض کی حالت کے لحاظ سے زیادتی رزق بھی کفر ہو جاتی ہے۔ مگر مومن کی حالت ایسی ہوتی ہے۔ کہ اس کا ایمان رزق کی کمی میں اور بھی بڑھتا ہے۔ پس احسن اللہ لہ رزقًا کا یہ مطلب نہیں۔ کہ اسے اللہ بہت رزق دیگا۔ بلکہ یہ مطلب ہے۔ کہ جتنا بھی رزق اس کو دیگا۔ اس کے لئے بابرکت ہوگا۔ اس کی روحانی ترقی کا موجب ہوگا۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ۭ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ڏ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا	اللہ تعالیٰ وہ ہستی ہے جس نے سات آسمان اور اسی طرح سات زمینیں پیدا کیں۔ ان کے درمیان اس کا امر نازل ہوتا ہے۔ تاکہ تمہیں معلوم ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے۔ اور یہ بات

معلوم ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

سات آسمانوں اور زمینوں سے مراد روحانی آسمان اور زمینیں ہیں یعنی علوی ترقی کے سات مدارج ہیں۔ اور سات سفلی ترقی کے مدارج ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان مدارج کی تشریح براہین احمدیہ حصہ پنجم میں فرمائی ہے۔ وہاں بتایا ہے کہ سات سفلی ترقیات اور کمالات کے مدارج ہیں۔ اور سات آسمانی کمالات کے مدارج ہیں۔ سفلی ترقیات کے سامان بھی اللہ تعالےٰ نے پیدا کئے ہیں۔ اور آسمانی کمالات کے سامان بھی اسی نے پیدا فرمائے ہیں۔

یتنزل الامر بینھن۔ ان آسمانی اور سفلی ترقیات کے درمیان شریعت نازل ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے جو شرائع نازل ہوتی ہیں۔ ان کا کچھ اثر جسم پر اور کچھ روح پر پڑتا ہے۔ ان جسمانی اور روحانی سامانوں کے ذریعہ پتہ لگتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر کس قدر قدرت حاصل ہے۔ یہ سفلی اور روحانی ترقیات بتاتی ہیں۔ کہ خدا ایک قادر اور علیم ہستی ہے۔

سفلی ترقیات میں دنیوی علوم شامل ہیں۔ اور آسمانی ترقیات میں روحانی علوم شامل ہیں۔

سورۃ تحریم رکوع اوّل

(۱۴ر نومبر ۱۹۲۸ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ	میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بے انتہا کرم کرنے والا اور بار بار رحم

کرنے والا ہے۔

یہ سورۃ ان منافقوں کے لئے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تھے۔ ایک ہتھیار بنائی گئی ہے۔ اور ان کے بعد ان کے جانشینوں کے ہاتھ میں آج تک ہے۔ لیکن افسوس مسلمانوں نے سادہ لوحی سے ان روایات کو لے لیا۔ جو منافقین نے بیان کیں۔

جن کے قلوب میں شرارت ہوتی ہے۔ وہ بہتر سے بہتر کلام کے بھی بُرے معنے لے لیتے ہیں۔ چنانچہ اس سورۃ کے متعلق بھی منافقوں اور معترضوں نے بُرے معنے لئے۔ اس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک لونڈی تھی۔ شاہ نجاشی نے آپ کو بھیجی تھی۔ وہ لونڈی آپ نے اپنی بیوی حفصہ رض کو دیدی۔ اس بیوی نے ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پوشیدہ طور پر اس سے صحبت کرتے ہوئے دیکھا اور آپ کو ڈانٹا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اس دفعہ تو جانے دو۔ آیندہ ایسا نہیں کروں گا۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی کہا۔ تم کو ایک بشارت دیتا ہوں کہ میرے بعد ابوبکر رض اور عمر رض خلیفہ ہوں گے۔ تم دونوں کے باپ میرے بعد بادشاہ ہوں گے۔ گویا اپنی بیوی حفصہ کو رشوت دیکر راضی کرنا چاہا۔ اور اپنی بات پر پردہ ڈالنا چاہا۔ لیکن حضرت حفصہ رض نے باوجود اس رشوت کے اس واقعہ کو نہ چھپایا۔ اور حضرت عائشہ رض کے پاس بیان کر دیا۔ اسپر یہ آیت اتری:۔ یایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک۔ کہ یہ لونڈی تمہارے لئے جائز تھی۔ تم کیوں ڈر گئے۔ اور کیوں اسے اپنے اوپر حرام کر لیا۔ جبکہ وہ تمہارے لئے جائز ہے۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ نے ماریہ سے کھلے طور پر تعلقات رکھنے شروع کر دئے۔

پھر اس روایت کو حضرت ابوبکر رض وحضرت عمر رض کی خلافت کے ساتھ ملا کر قیاس کیا گیا کہ خلافت درحقیقت سمجھوتہ اور منصوبہ کے ماتحت تھی۔ ایک جرم پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پکڑے گئے۔ تو آپ نے یہ وعدہ کر کے اپنی جان چھڑائی۔ کہ ان بیویوں کے باپوں کو خلیفہ بناؤں گا۔

اس روایت پر کئی سوال وارد ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اگر لونڈی کے ساتھ تعلق جائز تھا۔ تو پھر ڈرنے اور اس کو پوشیدہ رکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور اگر وہ تعلق ناجائز تھا۔ تو کیا اپنی لونڈی سے تعلق ناجائز ہوتا ہے۔ اگر ماریہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی لونڈی تھیں۔ تو پھر یہ تعلق کیسے ناجائز تھا۔ اور اگر حضرت حفصہ رض کی لونڈی تھیں۔ تو پھر سوال ہوتا ہے۔ کہ ما احل اللہ کیوں کہا۔ اس صورت میں تو وہ آپ کے لئے حلال ہی نہیں ہو سکتی

دراصل اس آیت کے ساتھ ان واقعات کو ملانا بہ سراسر عقل کے خلاف اور دھینگا مُشتی ہے۔ پھر واذ اسرّ النبی الیٰ بعض ازواجہ بتا رہا ہے۔ کہ یہ واقعہ اور ہے اور ما احل اللہ والا واقعہ اور ہے۔ میرے نزدیک ان دونوں واقعات کے درمیان فرق نہ کرنا ہی ایک وجہ ہے۔ جس سے منافقین کو اعتراض کرنے کا موقعہ مل گیا ÷

یہاں دو واقعات کا ذکر ہے۔ جو الگ الگ ہیں۔ ہاں وہ دونوں بیویوں کے متعلق ہیں۔ اصل واقعہ یہ ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ ج

اے رسول! جو چیز حلال کی گئی ہے اُس کو حرام مت قرار دو۔ یعنی اس کو ترک کر دینے کا عہد نہ کرو ÷

آپ کو یہ حکم کیوں دیا گیا۔ اس کا باعث یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم شہد کو بہت پسند کیا کرتے تھے۔ اور اس کے پسند کرنے کی وجہ یہ تھی۔ کہ خدا تعالےٰ نے اس کی تعریف قرآن شریف میں فرمائی ہے آپ کی بیوی زینب رضؓ کے پاس بہت عمدہ شہد تھا۔ عرب میں چونکہ گرمی سخت ہوتی ہے۔ وہ آپکو دوپہر کے وقت شہد کا شربت پلاتیں۔ بعض دوسری بیویوں کو یہ بُرا معلوم ہوا۔ کہ آپ کا ان سے خاص تعلق کیوں ہے۔ اور یہ بشریت کا تقاضا تھا۔ انھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کہا۔ کہ آپؐ کے مُنہ سے مغافیر (ایک قسم کی گوند) کی بُو آتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کہ میں نے تو اس کو استعمال نہیں کیا۔ البتہ شہد پیا ہے۔ شاید شہد کی مکھیاں مغافیر پر بیٹھی ہوں۔ اس وجہ سے شہد میں بھی اس کی بُو مل گئی ہوگی۔ اب میں شہد کو ترک کر دونگا خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم نے اس کو حلال کیا ہے۔ تم ترک نہیں کر سکتے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز استعمال نہ کی جائے۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ کسی حلال چیز کو ترک کرنے کا عہد کر لیا جائے ÷

تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِکَ

رسول کریمؐ کو خداوند تعالےٰ فرماتا ہے، کہ تو عورتوں کی رضامندی کے لئے ایک چیز کو چھوڑنا چاہتا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا ÷

دیکھو! رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم جیسا عظیم الشان انسان ہے۔ اور پھر وہ اپنی بیویوں کو راضی کرنے کے لئے جن سے بڑھکر دُنیا میں کوئی کسی کا دلی وفادار۔ مونس رفیق نہیں ہو سکتا۔ ایک چیز کو ترک کرنا چاہتا ہے۔ لیکن حکم ہوتا ہے۔ کہ تم ایسا نہیں کر سکتے لیکن آج کل مسلمان ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے اور ان کو اپنا دوست اور رفیق بنانے کے لئے ایک دینی معاملہ کو ترک کرنے پر تُلے ہوئے ہیں۔ یہ آیت بالکل ان پر چسپاں ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ بھی ہندوؤں کو خوش کرنے کے لئے ایک حلال چیز کو ترک کرنے پر آمادہ ہیں آپؐ نے بھی ایک حلال چیز چھوڑی۔ اور منشاء یہ تھا۔ کہ بعض بیویوں کی ناراضگی کو دُور فرماویں۔ مگر اللہ تعالےٰ نے آپ کو منع فرمایا۔ بظاہر گو یہ معاملہ چھوٹا سا معلوم ہوتا ہے لیکن قرآن شریف نے اس حکم کے ذریعہ سے مسلمانوں کو بہت سے تنزلوں سے بچا کر ترقی کی شاہراہ دکھا دی ہے۔ کیونکہ جب کسی قوم میں طیّبات کو چھوڑنے کی عادت ہوتی ہے تو وہ دوسری قوموں سے ترقی میں پیچھے رہ جاتی ہے۔ اور جب وہ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ کل اشیاء سے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتی ہے۔ تو بہت سے علوم اُسے حاصل ہوتے ہیں اور تہذیب میں بھی بہت بڑھ جاتی ہے ÷

وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ان کو راضی نہ کرنے کی وجہ سے جو کہ کسی حلال چیز کو حرام کر دیا کو راضی ہونا چاہتے ہیں۔ لڑائیاں بھڑائیاں اور جھگڑے ہوں گے۔ تم کو اللہ ان کے بدنتائج سے بچا سکتا ہے۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ان کے خوش کرنے کے لئے تم ایک چیز کو چھوڑ دو ÷

قَدْ فَرَضَ اللّٰہُ لَکُمْ تَحِلَّۃَ اَیْمَانِکُمْ ج وَاللّٰہُ مَوْلٰکُمْ

اللہ تعالےٰ قسموں کے متعلق حکم دے چکا ہے۔ اس کے مطابق انسان کفارہ دیکر ایسی قسم کو توڑ دے۔ جس میں کوئی حلال چیز حرام ہوتی ہو۔ خدا تعالےٰ تو تمہارا دوست ہے۔ وہ تمہیں تباہی سے بچانا چاہتا ہے ÷

وَھُوَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ

اور اللہ تعالےٰ علیم ہے۔ یعنی جانتا ہے۔ حکیم ہے۔ اس کی سب باتیں حکمت والی ہیں۔ پھر کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ وہ ایسے احکام دے۔ جو نامناسب اور کچے ہوں۔ وہ تو علم کے ماتحت نہایت پکے احکام نازل فرماتا ہے ÷

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِہٖ حَدِیْثًا ج فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِہٖ وَاَظْھَرَہُ اللّٰہُ عَلَیْہِ عَرَّفَ بَعْضَہٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ج فَلَمَّا نَبَّاَھَا بِہٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَکَ ھٰذَا ط قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ ۝

نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک بات کسی بیوی سے پوشیدہ بیان کی۔ اس نے آگے بیان کر دی۔ اللہ تعالےٰ نے رسول کریمؐ کو بتا دیا۔ آپ نے جب اس سے پوچھا تو اس نے کہا۔ کہ آپ کو کس نے بتایا۔ فرمایا کہ مجھے اللہ علیم و خبیر نے بتایا ہے۔ اور کون بتلانے والا ہے ÷

بہت لوگ راز نہیں رکھ سکتے۔ راز ایک امانت ہوتی ہے۔ جو شخص راز کو ظاہر کرتا ہے۔ وہ خائن ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک شخص کسی کو امین سمجھکر اپنی راز کی بات بتاتا ہے۔ لیکن اگر وہ کسی اور سے بیان کر دے۔ تو اس شخص کو نقصان اُٹھانا پڑتا ہے ÷

عورت و مرد کے تعلقات تو بہت گہرے ہوتے ہیں۔ اور ہر وقت کا تعلق ہوتا ہے۔ اگر وہ ایک دوسرے کے راز کو افشا کریں۔ تو کام چل ہی نہیں سکتا۔ اس لئے نصیحت فرمائی کہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ گو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ذکر فرمایا ہے۔ مگر حکم عام ہے سب خاوندوں اور بیویوں کو نصیحت فرمائی ہے۔ بلکہ اس سے ترقی کرکے دوست اور بھائی بھی اس حکم کے ماتحت آجاتے ہیں۔ کہ جب ان کو کوئی راز کی بات بتائی جائے۔ تو اس کا کسی کے آگے اظہار نہ کریں۔ ورنہ دنیا میں خطرناک فساد پھوٹ پڑے گا ÷

لیکن ہر ایک بات میں افراط و تفریط کو مدِنظر رکھنا چاہیئے۔ اگر کسی کو کوئی یہ کہے کہ میں فلاں آدمی کو قتل کر دوں گا۔ تو گو یہ راز ہے۔ لیکن اس کو چھپانا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ اس کے چھپانے سے نقصان پہنچ سکتا ہے۔ لیکن جس راز کے چھپانے سے نقصان نہ ہو۔ اس کو ہرگز ظاہر نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر کسی امین کے پاس امانت رکھی جائے۔ تو اس کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں ہے۔ کہ اس کو خرچ کرتا پھرے۔ اسی طرح راز جب کہ ایک امانت ہے۔ تو کسی کو کیا حق ہے کہ اس کو پھیلاتا پھرے۔ اذ اسرّ النبی سے لے کر ایک علیحدہ معاملہ ہے۔ اس کا پہلے واقعہ سے کوئی تعلق نہیں۔ خدا تعالےٰ نے یہ نہیں بتایا۔ کہ وہ کیا بات تھی۔ اس میں بھی ایک لطیفہ ہے۔ اور وہ یہ کہ چونکہ رازداری کی تعلیم تھی۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے بھی

راز داری کی۔ اور صرف اتنا فرمایا۔ کہ کوئی بات تھی۔ اب لوگ اس بات کی تلاش کرتے ہیں مگر جب خداوند تعالےٰ نے نہیں بتائی۔ تو وہ کس طرح دریافت کر سکتے ہیں ؛

اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اگر تم دونوں یعنی وہ جس نے یہ بات بیان کی۔ اور وہ جس نے یہ بات سنی۔ توبہ کرلو تو بہت اچھا ہے۔ اور تمہارے دل تو پہلے سے ہی اس طرف مائل ہیں۔ لیکن اگر باز نہ آؤگی اور ہمارے رسول کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کروگی۔ تو اللہ تعالیٰ کسی کی پروا نہیں کرتا۔ نبی کو کسی بی بی کی پروا نہیں۔ اللہ اس کا مددگار ہے۔ جبرائیل اس کا مددگار ہے نیک بندے اس کے مددگار ہیں۔ اور فرشتے اس کے مددگار ہیں ؛

یہاں خداوند تعالےٰ نے جبرائیل کی مدد الگ بیان فرمائی ہے۔ اور فرشتوں کی الگ۔ اس میں حکمت ہے۔ یہ اصل میں چار مددیں الگ الگ ہیں (۱) اللہ کی مدد وہ ظاہری ہے (۲) جبرائیل کی مدد۔ اس کی مدد یہ ہے۔ کہ یہ اس وقت خوشخبری لاتا ہے۔ جبکہ انسان تکلیف میں ہوتا ہے اور جب خداوند تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری آجائے۔ کہ یہ تکلیف دور ہو جائیگی تو کتنی بڑی مدد ہوتی ہے (۳) مومنوں کی مدد۔ ان کی مدد جنگوں اور لڑائیوں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہی (۴) ملائکہ کی مدد۔ ان کی مدد یہ تھی۔ کہ لڑائیوں میں مومنوں کے دلوں کو تقویت دیتے اور حوصلے بندھاتے اور دوسروں کے دلوں پر رعب ڈال دیتے تھے ؛

عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝

قریب ہے۔ کہ اگر وہ تم کو طلاق دے۔ تو اللہ تم سے اچھی بیویاں اسے عطا کرے۔ جو کہ ایمان والی۔ فرمانبرداری کرنے والی۔ توبہ کرنے والی عبادت کرنے والی۔ روزے رکھنے والی۔ بیوائیں اور کنواریاں ہوں گی ؛

سٰٓئِحٰتٍ : ساح کے معنے ہوتے ہیں۔ بہ پڑا۔ بہ پانی کی نسبت استعمال ہوتا ہے اسجگہ اس کے کئی معنے ہیں (۱) ہجرت کرنے والیاں جو اپنے وطن چھوڑ آئیں۔ گویا ایک جگہ سے دوسری جگہ بہ گئیں۔ اس لئے مہاجرات کو سٰٓئحٰت فرمایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب بیویاں مہاجرات تھیں (۲) جنگل میں عبادت کے لئے چلے جانے کو بھی سیحان کہتے ہیں۔ اس لئے سٰٓئحٰت کے معنے عبادت کرنیوالیاں (۳) روزہ دار کے بھی معنے ہیں۔ چونکہ مسافر کے پاس زاد کم ہوتا ہے۔ اس لئے روزہ دار کو بھی سائح کہتے ہیں کیونکہ وہ فاقہ کش ہوتا ہے ؛

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝

مومنو! تمہارا فرض ہونا چاہیئے کہ اپنی جانوں اور اپنے گھروں کی اصلاح کرو۔ اور اپنے آپ کو بھی اور اپنے اہل کو بھی اس آگ سے جس میں لوگ اور پتھر ڈالے جائینگے بچاؤ۔ اس آگ پر ملائکہ مقرر ہیں جو ایسے نہیں ہیں کہ لوگوں کی آہ وزاری سنکر پسیج جائیں۔ بلکہ وہ پوری طرح نگرانی کرنے والے ہیں۔ اور ان کو جو کچھ اللہ کہے گا۔ اس کی ذرا بھی نافرمانی نہیں کرینگے۔ اور وہی کرینگے۔ جو ان کو اللہ تعالیٰ حکم دیگا ؛

اللہ تعالےٰ کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ جس طرح حکم دے۔ اسی طرح کرنا چاہیئے۔ جو شخص ایسا کریگا۔ وہ ملک بن جائے گا ؛

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ؕ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ ع

بیمار کا عذر بیماری میں نہیں سنا جاتا اسوقت تو اس کو کڑوی دوا پلا ہی دی جاتی ہے۔ اور علاج کر کے ہی چھوڑا جاتا ہے۔ پس تم نے جو کچھ کیا ہے۔ اس کا بدلہ ضرور دیا جائے گا ؛

سورۂ تحریم ۔ رکوع دوم ۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ

کفر کی سزا جب ایسی سخت ہے۔ جو کہ پچھلے رکوع میں بیان کی گئی ہے تو ہر ایک شخص اس طرف متوجہ ہوتا ہے۔ کہ ہم اب کیا کریں۔ ہم تو کفر کر چکے۔ پس پچھلے گناہوں کی سزا سے بچنے کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔ اس کے متعلق مختلف مذہبوں نے مختلف صورتیں بتائی ہیں۔ لیکن اسلام نے اس کا یہ طریق بتایا ہے :-

یاایہا الذین اٰمنوا توبوا الی اللہ ۔ کہ اگر تم پچھلے گناہوں کی سزاؤں سے بچنا چاہتے ہو۔ تو اس کی صورت یہ ہے۔ کہ تم اللہ کی طرف جھک جاؤ ؛

تَوْبَةً نَّصُوْحًا

صحابہ نے اس کے معنے خالص توبہ کے کئے ہیں۔ ایک توبہ ایسی ہوتی ہے۔ کہ توبہ کرنے والے کو شک ہوتا ہے۔ کہ شاید میں یہ گناہ نہ چھوڑ سکوں۔ دوسرے ایک انسان بدکاری کرتا تھا پھر وہ ایسی بیماری میں مبتلا ہو جائے۔ جس سے اس کے قویٰ ہی مارے گئے ہوں۔ تو پھر وہ توبہ کرے۔ یہ مجبوری کی توبہ ہے۔ توبہ دراصل وہی ہے۔ جو باوجود طاقت رکھنے کے کی جائے۔ پس ایسی توبہ کرو جس کو پھر نہ توڑو۔ حدیث میں اس کے یہی معنے آئے ہیں۔ کہ انسان ایسی توبہ کرے۔ کہ اس کے بعد دوبارہ توبہ کرنے کی ضرورت نہ ہو (یعنے پھر گناہ نہ کرے) حضرت عمر رضنے اس کے معنے یہ فرمائے ہیں کہ ایسی توبہ کرے۔ کہ اس کے بعد پھر گناہ نہ کرے ؛

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ایسی توبہ کروگے۔ تو پھر کیا ہوگا۔

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ

پھر یہ ہوگا۔ کہ خدا تعالےٰ تمہارے گناہوں کا کفارہ کر دیگا۔ اور

سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ

تم کو کسی اور کفارہ کی ضرورت نہ ہوگی۔ کسی اور شخص کا کفارہ کچھ کام نہیں آسکتا۔ تم خود اپنے اوپر موت وارد کرو یعنی گناہوں کو دیکھ کر ایسے نادم اور پریشان ہو جاؤ۔ کہ گویا موت ہی آگئی ہے۔ تو یہی تمہارے گناہوں کا کفارہ ہے۔ اگر اس طرح کی توبہ کرو گے۔ تو قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہوں کو مٹا دے۔ اور تم کو جنتوں میں داخل کرے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ؎

لوگوں کو بہت غلطی لگی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ زبان سے توبہ کر لی۔ اور سب گناہ معاف ہو گئے۔ لیکن توبہ کے یہ معنے نہیں ہیں۔ توبہ کہتے ہیں۔ لوٹ آنے کو۔ یہ لفظ اُب سے نکلا ہے۔ جس کے معنے ہیں۔ لوٹ آنا۔ پس توبہ وہی قبول ہو سکتی ہے۔ جس میں انسان اپنے گناہوں کو ترک کر کے خدا تعالےٰ کی طرف لوٹ آئے۔ اور اپنے نفس کی ہی نہیں۔ بلکہ دوسروں کی بھی اصلاح کرے۔ قرآن شریف میں تاب کے ساتھ عام طور پر اصلح کا بھی حکم ہے۔ جس کے معنے ہیں۔ اصلاح کرے۔ اصلاح دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک اپنے نفس کی۔ دوسری دوسرے لوگوں کی۔ پس توبہ وہی قبول ہوگی۔ جس میں انسان پہلے گناہ ترک کرے۔ پھر ان گناہوں کے جو اثرات دل پر ہو چکے ہیں۔ ان کو دُور کرے۔ پھر دوسروں کو بھی گناہوں سے بچانے کی کوشش میں لگ جائے۔ صرف زبان سے کہدینا میری توبہ۔ میری توبہ۔ کافی نہیں ؎

دیگر مذاہب والوں نے اسلام کی توبہ پر بڑے بڑے اعتراض کئے ہیں۔ کہ اس سے گناہ بڑھتے ہیں۔ اور گناہ کرنے کی جرأت پیدا ہوتی ہے۔ لیکن یہ ان کا غلط خیال ہے اسلام کی توبہ بہت مشکل ہے۔ کیونکہ جب تک تمام بدیوں اور برائیوں سے اپنے آپ کو ہٹا نہ لیا جائے اور اپنے نفس کو پاک کرنے کے علاوہ دوسروں کی اصلاح کی بھی کوشش نہ کی جائے اس وقت تک توبہ توبہ ہی نہیں۔ پس سب سے زیادہ مشکل اور پھر سب سے زیادہ مفید اور سچا علاج تو وہ توبہ ہی ہے۔ جو اسلام نے بتائی ہے ؎

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ج

اُس دن اللہ تعالےٰ نہ اپنے نبی کو اور نہ اس کے ساتھ والوں کو رسوا کریگا کیونکہ اگر مومنوں سے کوئی غلطی ہوئی بھی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی سچی توبہ کی وجہ سے اُسے معاف فرما چکا۔ اب انہیں کوئی بازپرس نہ ہوگی ؎

تمام صحابہ رضو پہلے ہی سے مسلمان نہ تھے۔ بعض ان میں سے پہلے شراب پیتے تھے۔ اور طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا تھے۔ تمام دُنیا سے زیادہ بدیاں ملک عرب میں تھیں۔ ہندوستان کے شاعر تو خیالی معشوق کو مدنظر رکھ کر شعر کہتے ہیں۔ لیکن عرب میں بڑے بڑے سرداروں کی بیویوں اور لڑکیوں کے نام لے لے کر اپنے عشق کا اظہار کیا جاتا تھا۔ اہل عرب میں بعض نیک صفات بھی تھیں۔ مثلاً مسافروں کے ساتھ وفادار اور مہمان نواز تھے۔ لیکن اور بہت سی برائیاں بھی تھیں۔ جنہوں نے ان کی نیکیوں کو چھپایا ہوا تھا۔ پھر باوجود اس کے جب وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لائے۔ تو ایسی تبدیلی کی۔ کہ اگر کوئی شخص جس نے ان کو پہلی حالت میں دیکھا ہو۔ اس وقت دیکھتا۔ تو ہرگز نہ پہچان سکتا۔ یہ صحابہ رضو عرب کے لوگوں سے ہی نکلکر آئے تھے۔ لیکن انھوں نے اپنے نفسوں پر موت وارد کی۔ اس لئے خدا نے ان کے گناہوں کو ڈھانپ دیا۔ اور ان کو ہر ایک قسم کی عزت اور توقیر عطا فرمائی ؎

نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ

وہ ایسے دلیر اور بہادر ہو گئے کہ حق سے کسی طرح سے کسی سے نہیں رک سکتے تھے۔ دشمن جمع ہو کر ان کے راستے میں روکیں ڈالتے۔ لیکن ان کو مقابلہ کی راہ مل ہی جاتی۔ سیاست ہو یا تمدن۔ مذہبی مباحثہ ہو یا علمی گفتگو۔ غرض کسی قسم کا مقابلہ ہو۔ اللہ تعالےٰ تاریکی میں سے ان کے لئے نور پیدا کر دیتا۔ اور وہ اپنے دشمن پر غالب آجاتے۔ یہی معنے ہیں۔ نورهم يسعىٰ بين ايديهم کے۔ یعنی وہ ٹھوکریں نہیں کھاتے تھے ؎

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا

وہ اس معاملہ میں بڑے حریص تھے۔ دُنیاوی چیزوں کے لئے نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کے نور کی ان کو حرص تھی ؎

بعض لوگ ذرا سی نیکی کر کے فخر کرنے لگتے ہیں۔ چند دن نماز پڑھکر خیال کرتے ہیں کہ ہم نے بڑا کام کیا۔ اب ہمیں اور کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔

صحابہ رضو ایسے تھے۔ کہ اس نور پر جو ان کو دیا گیا تھا اکتفا نہیں کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ خدایا! ہمیں اور زیادہ نور دو۔ اور زیادہ نور دو۔ دُنیادار لوگ دُنیا کے لئے حریص ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ کے بندے دین کے لئے حرص رکھتے ہیں۔ اور وہ ایسی تدابیر سوچتے ہیں۔ جن سے اس نور میں ترقی ہو ؎

وَاغْفِرْ لَنَا ج اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اور کہتے ہیں اے ہمارے رب اگر ہماری ترقی میں ہمارا کوئی گناہ روک ہے۔ تو اس کو ہٹا دے۔ اور ہم کو پوری ترقی عطا فرما۔ کیونکہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اور تو سب کچھ کر سکتا ہے ؎

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

اے نبی کفار اور منافقین کا مقابلہ کرو اور خوب سختی سے مقابلہ کرو یہ جہنم میں جائیں گے اور ان کے لئے یہ بہت برا ٹھکانہ ہوگا ؎

ہمیں آجکل لوگ لکھتے ہیں۔ کہ فلاں آدمی نے یہ لکھا ہے۔ آپ اس کے جواب میں ایسا نہ لکھیں اور نرمی سے جواب دیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں۔ کہ اس طرح فتنہ بڑھتا ہے ؎

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ دین کے معاملہ میں ہرگز نرمی نہیں کرنی چاہیئے ؎

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا وَّقِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۝

اللہ تعالیٰ کافروں کی مثال بیان فرماتا ہے۔ کہ نوح اور لوط کی بیویاں اگرچہ ہمارے نیک بندوں کے ماتحت تھیں۔ لیکن انہوں نے خیانت کی۔ اس لئے ان کو نیک آدمیوں کے پاس رہنا کوئی فائدہ نہ پہنچا سکا۔ اور ہم نے ان کو کہا کہ جاؤ۔ جہنم میں رہو۔ نوح علیہ السلام کی بیوی انکو مجنون کہتی تھی۔ اور لوگوں کو کہتی تھی۔ کہ یہ پاگل ہو گیا ہے۔ بعض کم عقل عورتیں ایسا کہدیا کرتی ہیں کہ میرا خاوند تو پاگل ہو گیا ہے۔ اسکو کسی بات کی سمجھ ہی نہیں۔ اسی طرح لوط علیہ السلام کی بیوی کہتی تھی ؎